خانقاہ زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا ترجمان

ماہنامہ

دَم مَدار

(مکن پور شریف)

Monthly DAM MADAR

Makanpur Shareef

چیف اڈیٹر

ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری

جون ۲۰۱۲ء

رجب المرجب/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

June 2012

مالک پرنٹر پبلشر

یہ کتاب MadaariMedia.Com سے ڈاؤنلوڈ کی گئی ہے

دم مدار بیڑا پار

MADAARI MEDIA

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

دم مدار ——— بیڑا پار

بہ فیض روحانی امام الاولیاء مولیٰ علی شیر خدا مشکل کشا کرم اللہ وجہہ

بہ ظل کرم امام العارفین سرکار سرکاراں حضور سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ

صدر

صدر سجادہ نشین و تخت نشین حضرت الحاج سید محمد مجیب الباقی جعفری مداری

سرپرست

شہزادہ قطب المدار حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر سید مرغوب عالم جعفری (ایم۔ اے۔ ایل ایل بی)

خانقاہ زندہ شاہ مدار کا ترجمان

ماہنامہ دمِ مدار مکن پور شریف

Monthly DAM MADAR

Makanpur Shareef, Kanpur Nagar (U.P.) India

جلد نمبر: 1 ● شمارہ نمبر: 2

رجب المرجب/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

June 2012

چیف اڈیٹر: ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری

سب اڈیٹر: مولانا سید منور علی پیرزادہ جعفری المداری

اڈیٹر: محمد قیصر رضا شاہ حنفی مداری

ایسوسی ایٹ اڈیٹر: مولانا سید خواجہ مصباح المراد جعفری مداری

مینیجنگ ڈائرکٹر: صاحبزادہ سید محمد ظفر مجیب ولی عہد سجادہ نشین

پروف ریڈر: مولانا محمد سمیع حیدر مداری، شمس تبریز مداری

سرکولیشن مینیجر: علی حماد المداری، نستعین خاں مداری

کمپوزنگ: اسمائل گرافکس کانپور

تزئین کار: یاور وارثی

سرپرست/مجلس مشاورت

۱۔ شیخ طریقت مولانا سید نور الاخیار بدیعی
۲۔ شیخ طریقت مولانا سید محمد ارغون جعفری
۳۔ پیر طریقت حضرت علامہ سید نور العین بچے میاں جعفری
۴۔ شیخ طریقت مولانا سید محمد فاران شکوہ جعفری
۵۔ پیر طریقت صاحبزادہ سید انتخاب عالم بابے میاں، بریلی شریف
۶۔ شیخ طریقت مولانا سید اختر عالم جعفری
۷۔ پیر طریقت سید اختیار احمد مداری، بہیڑی
۸۔ پیر طریقت مولانا سید انتخاب عالم جعفری ارغونی
۹۔ پیر طریقت مولانا سید کرار علی جعفری المداری
۱۰۔ شیخ طریقت سید بدر الدجی تمنا مکن پوری

مجلس ادارت

۱۔ شیخ طریقت حضرت مولانا سید فیروز اختر مداری
۲۔ حضرت مولانا سعید اختر بلاموی
۳۔ حضرت مولانا وصی احمد (پرنسپل بہار شاہ فیض آباد)
۴۔ شیخ طریقت پیرزادہ سید مقتدا حسین جعفری
۵۔ شیخ طریقت مولانا سید سرفراز علی وقاری مداری
۶۔ شیخ طریقت مولانا سید شاہد حسین جعفری
۷۔ شیخ طریقت مولانا سید یوسف علی جعفری
۸۔ مولانا خلیق احمد جعفری، بہیڑی، بریلی
۹۔ مولانا فرید احمد وا... مداری، بریلی
۱۰۔ مولانا خوشنود خاں گوونہ پوری بریلی

قیمت فی شمارہ: 25/- قیمت خصوصی نمبر: 100/-

زرِ سالانہ: 300/- لائف ممبر شپ: 5000/-

قانونی آگاہی:۔ کسی بھی قسم کی قانونی اور عدالتی چارہ جوئی صرف بالپور کانپور کی عدالت میں قابل سماعت ہوگی۔ (ادارہ)

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ: موبائل نمبر

الحاج مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری 09793347086، 09161127786

مقام و پوسٹ مکن پور شریف ضلع کانپور نگر۔ 209202 (یوپی) انڈیا

چیک/ڈرافٹ اور بینک کے ذریعہ رقم بھیجنے کا پتہ:

Mohd Israfeel (A/c No. : 30483478143), S.B.I. Bilhaur

نوٹ:۔ مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

ای میل: e-mail : dammadarbedapar@gmail.com ● (تحقیقات ان پیج فارمیٹ میں ای میل کی جائیں)

مالک پرنٹر پبلشر پیر طریقت شاہ ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری مداری مکن پور شریف ... آفسیٹ پریس میں چھپوا کر شائع کیا

سرپرست ماہنامہ دم مدار

☆ پیر طریقت آفتاب مداریت حضرت مولانا سید آفتاب عادل مداری

☆ پیر طریقت حضرت مولانا سید اختر حسنین جعفری المداری

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید حکیم علی شہید نیر میاں جعفری المداری

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید تشریف حسن جعفری المداری

☆ پیر طریقت حضرت علامہ سید ظہیر الانوار عرف انی میاں صاحب مداری

☆ شیخ طریقت حضرت سید معصوم علی ملنگ بابا گدی نشین پنہار گوالیار

☆ شیخ طریقت حضرت سید رفیق علی ملنگ بابا گدی نشین کریرا شریف (ایم۔پی)

☆ پیر طریقت جناب صوفی راحت حسین میاں صاحب مداری، مکن پور شریف

☆ شیخ طریقت حضرت سید عاشق علی ملنگ گدی نشین بابا کپور، گوالیار

☆ حضرت مولانا نوشاد عالم خاں، گرولی، قنوج

☆ حضرت مولانا شرافت حسین مرغوبی معصومی، بریلی شریف

☆ حضرت مولانا سید قصور مبارک جعفری، مکن پور شریف

☆ حضرت مولانا ہادی حسن شکوہی بکوٹھی

☆ حضرت مولانا یونس علی مداری، امام جامع مسجد گرولی

☆ حضرت مولانا غلام مرسلین، رسول آباد

ماہنامہ **دم مدار** ملنے کے مرکزی وصوبائی مراکز

۱۔	انکلیشور	جناب سید مبارک علی شاہ علوی مداری	شاہین پارک، انکلیشور، بھڑوچ، گجرات
۲۔	احمد آباد	جناب سید مبین علی شاہ مداری	(نزد عثمانی مسجد) گلاب پارک، سیکٹر۔۲، مکان نمبر۔۹، جوہاپورا، احمد آباد۔۳۸۰۰۵۵
۳۔	سورت	جناب سید سلیمان علی	پٹیل نگر سورت
۴۔	سورت	جناب سید عبدالغفار صاحب	پٹیل نگر سورت
۵۔	بریلی	جناب حکیم سید نیر علی جعفری	کچا کٹرہ، آنولہ، بریلی
۶۔	جھارکھنڈ	جناب قیام الدین شاہ	ڈالٹن گنج، جھارکھنڈ
۷۔	کانپور	جناب عبدالسجاد علی مداری	رمئی پور، کانپور
۸۔	کانپور	جناب یاور وارثی	تارا بلڈنگ، چمن گنج چوراہا، کانپور
۹۔	ممبئی	پیر طریقت جناب عبداللہ بابا مجیبی مداری	نالہ سا[illegible]وسئی، ممبئی
۱۰۔	بریلی	حضرت مولانا خوشنود خاں صاحب	

فہرست

نمبر شمار	باب	مضامین	قلم کار	صفحہ نمبر
		اداریہ	مدیر کے قلم سے	3
۱۔	انوار القرآن			
		اعوذ باللہ شریف پڑھنے کی حکمت	علامہ شیخ اسمٰعیل حقی	9
۲۔	انوار السنن			
		رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس محبت	حاکم علی	16
۳۔	متفرق مضامین			
		سلاسل وخانوادے	سید ظہیر المنعم عرف ببن میاں	18
		سیدنا قطب المدار: ایک نظر میں	سید محمد ظہیر الحسن مدنی میاں بدیعی	21
		کلہ سرمدار العالمین: زائچہ پیدائش	سید حکیم علی شہید نیر جعفری آنولوی	30
		خاندان علویہ: تاریخ کے آئینے میں	ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری	51
۴۔	نعت ومناقب			
		نعت پاک	حضرت علامہ ادیب مکن پوری	17
		منقبت شریف	یاور وارثی	55
		منقبت شریف	محمد شرافت مرغوب معصومی بریلوی	55
۵۔	غزلیات	غزل	حضرت علامہ ادیب مکن پوری	56
		غزل	حضرت علامہ ادیب مکن پوری	56

(اداریہ)

کیا زندہ شاہ مدار تابعی ہیں؟

ازقلم: ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری

ایک مومن کی عبادت و ریاضت کا اجر و صلہ اس دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے محبوب و مقصود اور مطلوب و مراد جناب حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت و دیدار سے مشرف ہوکر شادکام و بامراد ہو۔ عشاق کی تو بس یہی تمنا رہتی ہے کہ مشاہدۂ جمال یار سے ہمہ دم سرشار رہیں۔ زہے نصیب اگر کسی کو دیدار کا شرف حاصل ہوگیا تو پھر اس کے رتبے اور جلوے فکر و خیال سے ماوراء تصور کئے جاتے ہیں۔ اب اس کے دیدار کو آنکھیں مشتاق رہتی ہیں کہ اس نے دیدار کا شرف پایا ہے اے کاش اب اسی کی زیارت ہو جائے تاکہ دیکھنے والوں کو دیکھنے کا شرف مل جائے اور یہ بارگاہ نبوت تو موت کے حدوث و عروض سے بھی مستغنی ہے کہ عارضۂ موت سے بھی یہاں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ یہاں تو صاحب جمال و کمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ بشارت ہے؛

حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم (ترجمہ) میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لئے خیر ہے۔ (صحیح مسلم، الشفاء ۱۹۔ الحاوی للفتاویٰ ۲:۳)

ایک مقام پر اس طرح کا ارشاد موجود ہے؛

حیاتی خیرلکم ومماتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فماکان من حسن حمدتُ الله علیه وماکان من سیئی استغفرت الله لکم (الخصائص الکبریٰ ج ۲ صفحہ ۲۸۱۔ زرقانی علی المواہب ج ۵ صفحہ ۳۳۷)

(ترجمہ) ''یعنی میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں پس تمہارے اچھے اعمال پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور تمہارے برے اعمال پر اللہ پاک سے تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔''

ہمہ دم حضوری میں:

دیدار مصطفیٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے والے صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی شرح میں مزید ایک روایت پیش فرماتے ہیں کہ

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حیاتی خیرلکم ثلاثة مرات ووفاتی خیرلکم ثلثة مرات سکت القوم فقال عمربن الخطاب بابی انت وامی کیف یکون هٰذا؟ قال حیاتی خیرلکم ینزل الوحی من السماء فاخبرکم بمایحل لکم ومایحرم علیکم وموتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم کل خمس فماکان من حسن حمدت الله عزوجل علیه وماکان من ذنب استوجبت لکم ذنوبکم (حجۃ اللہ علی العالمین ۷۱۳) (یوسف بن اسمٰعیل نبہانی)

(ترجمہ) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تین بار یہ ارشاد ہوا۔ اور میری موت

بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ بھی تین بار ارشاد ہوا پھر قوم خاموش ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! سرکار یہ کیسے ہوگا؟ یعنی موت کیسے بہتر ہے؟ فرمایا، میری حیات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ مجھ پر آسمان سے وحی اترتی ہے تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کون سی چیزیں تم پر حلال ہیں اور کون سی چیزیں تم پر حرام ہیں۔ اور میری وفات تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات کو میرے اوپر پیش کئے جاتے ہیں پس اگر وہ اعمال بہتر ہوں تو میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر وہ اعمال برے ہوں تو میں تمہارے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔"

اس دربار عالی جناب کی تو شان ہی نرالی ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں؛

من زارنی میتافکانمازارنی حیا (ترجمہ) "جس مومن نے میری حالت ممات میں زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں زیارت کی۔" (جذب القلوب مترجم صفحہ ۲۰۷)

جمال روئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت تو مکمل ایمان ہے ہی یہاں تو قبر انور کی زیارت کو بھی رخِ زیبا کی زیارت کا مثیل قرار دیا جاتا ہے چنانچہ خود آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے؛

من حج فزارقبری بعدوفاتی فکانمازارنی فی حیاتی (ترجمہ) "جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد گویا کہ اس نے میری ظاہری زندگی میں زیارت کی۔" (شفاء السقام صفحہ ۱۶)

زائر کے نصیبہ کو بعد وصال بھی یہ معراج کیونکر میسر ہے؟ یہ وسعتیں اور رعنائیاں اب بھی کیوں حاصل ہو رہی ہیں؟ حضرت امام زرقانی اس کا جواب دیتے ہیں؛

لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حی فی قبرہ یعلم بمن یزورہٗ ویرد سلامہ (ترجمہ) "کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور زیارت کرنے والوں کو خوب جانتے ہیں اور ان کے سلام کا آپ جواب دیتے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب ج ۸ صفحہ ۲۹۹)

یعنی حضور اپنی قبر مبارک میں زندہ وجاوید ہیں۔

علامہ حافظ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ بھی یہی شہادت دیتے ہیں، فرماتے ہیں؛

انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یعلم بزائرہ وھوصلی اللہ علیہ وسلم لوکان حیالم یسع لزائرہ استقبالہ واستدبارہ القبلۃ (الجوہر المنظم ص ۴۶)

(ترجمہ) "بے شک حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ظاہر میں زندہ ہوتے تو آپ کی زیارت کرنے والوں کیلئے آپ کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پیٹھ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا (پس اب بھی آپ کے زندہ ہونے کے سبب قبلہ کی طرف پیٹھ اور آپ کی قبر کی طرف منہ کیا جائے گا۔)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں؛

لیس ھناموت ولافوت بل انتقال من حال الی حال وارتحال من دار الی دار (شرح الشفاء صفحہ ۱۵۲)

(ترجمہ) "یہاں نہ کوئی موت ہے نہ خوف بلکہ یہاں تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف روانگی ہے۔

ایسے میں اگر کسی کے مقدر کو باریابی مل جائے اور کسی آنکھ کو زیارت ودیدار کا شرف بخش دیا جائے تو وہ تقدیر اور وہ

MadaariMedia.Com

آنکھیں کیوں نہ صدر شک کائنات ہوں گی۔ تہنیت اس مقدر کو... مرحبا ان آنکھوں کو.................عالم مثال میں جو شرف پا جائیں...................جس پر یہ اکرام نوازش ہو جائے وہی تو اویس وقت ہے.........وہ دیکھئے حضرت اویس قرنی کو..... بھلا انہیں مدینہ منورہ کی حضوری کب نصیب ہوئی؟ بظاہر کہاں زیارت رخ حبیب انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہوئے؟ لیکن عالم مثال میں ہمہ دم حضوری کا شرف پایا۔ بارہا در حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے کو حاضر پایا۔ اکثر مواقع پر ماتھے کی نگاہوں سے رخ روشن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ فرمایا اور نسبت اویسیہ کے بانی قرار دیے گئے.........اور مقام اویسیت کے پہلے اویس مشہور ہوئے ....ظاہر میں درسگاہ نبوت میں حاضر نہیں ہو سکے لیکن مثال میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت و پرداخت میسر ہوئی اور آپ کی تبعیت میں یہ نعمت عظمیٰ چند مخصوص بزرگوں کو بعد میں بھی ملتی رہی۔ چنانچہ شاہ سمنانی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی محبوب یزدانی فرماتے ہیں کہ

"شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ گفتہ کہ قومے از اولیاء اللہ عزوجل باشند کہ ایشاں را مشائخ طریقت وکبرائے حقیقت اویسیاں نامند کہ ایشاں را در ظاہر بہ پیرے احتیاج نبود زیرا کہ ایشاں را حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجرۂ عنایت خود پرورش می دہند بے واسطہ غیرے۔ چنانکہ اویس را دادہ......این عظیم مقامی بود وروش عالی تر.........کرا اینجا رسانند واین دولت بکہ رو نماید.........بموجب آیت کریمہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔" (لطائف اشرفی ملفوظات حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ لطیفہ ۱۴ رواں)

(ترجمہ) "شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ولیوں میں سے کچھ حضرات وہ ہیں جنہیں مشائخ طریقت اور مقام حقیقت کے اکابر بزرگ لوگ "اویسی" کہتے ہیں کہ ان حضرات کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرۂ عنایت میں بذات خود ان کی تربیت و پرورش فرماتے ہیں۔ اس میں کسی بھی غیر کا کوئی واسطہ وسیلہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تربیت پائی۔ یہ 'مقام اویسیت' بہت عظیم مقام اور بلند و بالا رتبہ ہے۔ کس کی یہاں تک رسائی ہوتی ہے؟ یہ دولت عظمیٰ کسے میسر ہوتی ہے؟ بموجب آیت کریمہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا مخصوص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ

کچھ ایسے بھی ہیں جو شام و سحر نظارہ طیبہ کرتے ہیں، دیدار جلوہ زیبا سے سرشار رہتے ہیں، مشاہدہ رخ روشن میں مستغرق رہتے ہیں۔ ان کی شان عظیم ہوتی ہے۔ ان کے رتبے عالی ہوتے ہیں۔ انہیں نصیبہ وروں میں حضور سیدنا سید بدیع الدین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی درج ہے۔ آپ بھی اویس زمانہ ہیں۔ آپ بھی جمال روئے انور کے مشاہد ہیں اور حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہیں۔ حریم نبوت کے پروردہ ہیں اور عنایات مخصوصہ سے تربیت و پرورش یافتہ ہیں چنانچہ سرکار مخدوم اشرف محبوب یزدانی غوث صمدانی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے ہیں؛

"حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار ایشاں نیز اویسی بودہ اند وبسے مشرب عالی داشتند وبعضے علوم نوادر از ہیمیا و کیمیا و سیمیا و ریمیا از ایشاں معائنہ شد کہ نادر ازیں طائفہ کسے را باشد" (لطائف اشرفی فارسی۔ صفحہ ۳۵۴۔ مطبوعہ نصرت المطابع

دہلی)

(ترجمہ) ''حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار قدس سرہ بھی ''اویسی'' ہوئے ہیں اور آپ بہت بلند مشرب کے بزرگ ہیں بعض نوادر علوم جیسے ہیمیا، سیمیا، کیمیا اور ریمیا ان سے مشاہدے میں آئے جو اس گروہ اولیاء میں نادر ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔''

ایسا ہی مراۃ الاسرار کے صفحہ ۱۰۰۷ پر درج ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ ریمیا وسیمیا وہیمیا.... کس نداند جز بذات اولیاء (مراۃ الاسرار) یعنی ریمیا وسیمیا وہیمیا علوم جنہیں اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

زندہ مدار تابعی ہیں:

سرکار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب اویسیت پر فائز ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری صحبت سے فیضیاب ہونے والے ایک صحابی رسول کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں اور اس طرح تابعی ہونے کی فضیلت بھی آپ کو حاصل ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ایک شہر ہے جس کا نام ''بھٹنڈہ'' ہے۔ بزمانۂ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شیخ حاجی ابوالرضا بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں دست نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان قبول کر کے صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئے اور پھر اسی زمانہ میں ہندوستان چلے آئے تھے۔ بھٹنڈہ میں حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول حضرت حاجی بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں صحابی رسول کی صحبت میں چلہ کشی فرمائی۔ ایک طویل عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے اور تابعی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بھٹنڈہ میں چلہ زندہ شاہ مدار اور 'مداریہ گادی' آج بھی اس کا شاہد ہے۔ اس چلہ گاہ میں کئی بیگھہ اراضی بادشاہوں کی طرف سے وقف ہے۔

حاجی بابا رتن ہندی کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے عمر دراز عطا فرمائی۔ تذکرۂ ہندی میں تحریر ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

صحابی رسول حضرت حاجی بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات وزیارت کر کے صرف زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی تابعیت کا شرف حاصل نہیں ہوا ہے بلکہ دیگر اکابر اولیاء اللہ نے بھی آپ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہو کر تابعی ہونے کا شرف پایا ہے چنانچہ مراۃ الاسرار میں شیخ عبدالرحمٰن چشتی فرماتے ہیں؛

کہ شیخ رضی الدین لالہ غزنوی مرید حضرت مجدالدین بغدادی رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا تھا۔ حضرت ابوالرضا رتن ہندی کی صحبت میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت ان سے حاصل کی۔ چنانچہ شیخ علاء الدولہ (سمنانی) نے تفصیل سے لکھا ہے کہ شیخ علی لالا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی یعنی ابوالرضا رتن ابن نصیر رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے اور ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھی حاصل کی۔

صاحب نفحات (علامہ جامی) فرماتے ہیں کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے وہ کنگھی خرقہ میں لپیٹ کر ایک کاغذ میں لکھ دیا تھا کہ یہ کنگھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھیوں میں سے ہے جو اس فقیر کو ابی رضا رتن رضی اللہ عنہ سے ایک واسطے سے ملی ہے۔...............

بعض سوانح نگار یہ روایت تسلیم نہیں کرتے کہ بابا رتن ہندی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔ چنانچہ میر جمال الدین محدث روضۃ الاحباب کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ ربیع بن محبود ہجرت نبوی سے پانچ سو نوے سال بعد اور بابا رتن ہندی ہجرت نبوی سے تین سو بیس سال بعد پیدا ہوئے اور دونوں

نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے لیکن بات قابل قبول نہیں لیکن اس نے خود یہ شعر نقل کیا ہے؛

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است　　شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

لیکن ہمارے لئے دو عارف کامل گواہ کافی ہیں۔ ایک حضرت رکن الدین علاء الدولہ سمنانی جنہوں نے اس روایت کی تصدیق کی ہے۔ دوسرے حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جو لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ یہ فقیر حضرت ابوالرضا رتن ہندی کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے بہت لطف وکرم فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے عمر دراز عطا فرمائی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام نے بھی حیات جاودانی پائی ہے۔

تذکرہ ہندی میں لکھتے ہیں کہ بابا رتن ہندی نے ساتویں صدی ہجری میں وفات پائی اور قصبہ بتندہ (بھٹنڈہ ضلع فیروز پور بھارت) میں دفن ہوئے۔ آپ کا مزار آج تک زیارت گاہ خلق ہے۔ کہتے ہیں کہ ابوالرضا رتن ہندی سے مراد گورکھ ناتھ جوگی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ (مراۃ الاسرار صفحہ ۶۵۶۔۶۵۷)

سلسلۂ اشرفیہ کے اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صحائف اشرفی حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں؛

”حضرت شیخ ابوالرضا حاجی بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بزمانہ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں چلے آئے تھے ....

جس وقت امیر تیمور گرگانی نے حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا اس وقت نسبت درازی عمر حضرت حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ بیشک وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ میں نے ان سے ارشاد حاصل کیا اور انہوں نے مجھ کو اپنا خرقہ مرحمت فرمایا اور فقیر نے ان سے تصحیح حدیث بھی کی ہے..........

فرامین شہاب الدین غوری وجلال الدین اکبر میں نام حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ بین السطور نہیں لکھا جاتا تھا بلکہ آپ کا نام سرنامہ پر ادباً و تبرکاً کاغذ کے جانب چپ لکھا جاتا تھا۔ اس طرح ....رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوالرضا بابا حاجی رتن صاحب۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بادشاہان آپ کی صحابیت کے مقر تھے اور حضرت محبوب یزدانی سے حضرت شیخ سلیمان محدث نے بواسطہ حضرت ابوالرضا حاجی رتن رضی اللہ عنہ سند و تصحیح حدیث کئے۔ عبارت سیر الاولیاء میں یہ ہے؛

”شیخ حاجی رتن رضی اللہ عنہ از مشائخ متقدمین است و قبروے در قصبۂ بھٹنڈہ واقع است۔ چوں فرمود ہر کہ زیارت من کند ثواب حج یابد بنا برآں اکثر مردم بزیارت دے مشرف می شوند وسر خود را حلف می نمایند۔“

(ترجمہ) ”شیخ حاجی رتن رضی اللہ عنہ مشائخ متقدمین میں سے ہیں۔ آپ کی قبر بھٹنڈہ میں واقع ہے۔ آپ نے فرمایا جو کوئی میری زیارت کے لئے آئے ثواب حج پائے چنانچہ وہاں لوگ ساتویں ذی الحجہ سے دسویں ذی الحجہ تک حاضر ہوتے ہیں اور سر منڈواتے ہیں۔“ (صحائف اشرفی صفحہ ۵۰۔۵۱)

قاضی اطہر مبارکپوری نے اپنی عربی کتاب رجال الہند والسند میں لکھا ہے؛

اول من اسلم من اہل الهندیہ رطن

(ترجمہ) "ہندوستان والوں میں سب سے پہلے مسلمان حضرت بابا رتن ہیں جو صحابی رسول ہیں۔"

حضرت زندہ شاہ مدار نے بابا رتن سے ملاقات فرما کر تابعی ہونے کا شرف حاصل کیا اور یہ شرف حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی بارہا کی ملاقات سے بھی آپ کو حاصل ہے۔ **ذالك فضل الله یوتیه من یشاء۔**

اسی طرح الہ آباد کے ایک بزرگ حضرت شیخ منور علی شاہ قادری سے متعلق لکھا گیا ہے کہ آپ کے آبا اجداد بغداد کے رہنے والے تھے، آپ کے جد امجد حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۱ر رمضان المبارک ۴۹۱ھ مطابق ۱۵ر اگست ۱۰۹۸ء بروز دوشنبہ بغداد کہنہ میں ہوئی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ جلد اول صفحہ ۱۹۷)

آپ غوث پاک کے مرید خاص اور وضو کی خدمت پر مامور تھے۔ آپ کی عمر ۷۰۸ سال کی تھی۔ (آفتاب الہ آباد صفحہ ۱۱۵) حضرت شاہ محدث عبد العزیز دہلوی فرماتے ہیں؛

"چنانکہ حضور مخدوم جہاں شیخ العالم منور علی رحمۃ اللہ علیہ عمر دراز یافتہ اند" (ملفوظات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی)

(ترجمہ) "یعنی حضرت حضور مخدوم جہاں شیخ العالم منور علی رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی۔"

معراج غوث اعظم کے مصنف حضرت مولانا شاہ نواز احمد قادری لکھتے ہیں؛

کہ تاریخ کا باعمیق مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تبع تابعی کے درجہ پر فائز ہیں کیونکہ آپ سے ایک بزرگ محمود اسفراری رضی اللہ عنہ سے ۶۰۰ھ میں ملاقات ہوئی جو کہ تابعی ہیں اور آپ کو ان سے سلسلہ طریقت بھی حاصل ہوا۔ حضرت محمود اسفراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر تقریباً ۲۵۰ سال تھی اور صحابی رسول حضرت سعید معمر حبشی ابن خلواں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت سعید معمر بن خلوان رضی اللہ عنہ کی عمر شریف تقریباً ۴۰۰ سال سے زائد تھی۔ اس طرح مخدوم جہاں شیخ العالم حضرت منور علی شاہ قادری تبع تابعی ہیں۔ (تواریخ آئینہ تصوف)

حضرت شیخ محمود سفراوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں آپ بتاریخ ۲۱ر رجب ۴۰۰ھ بروز یکشنبہ بعد نماز عصر بغداد کہنہ میں پیدا ہوئے۔ (انوار الغیب، آئینہ تصوف)

حضرت سعید معمر حبشی ابن خلوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آقا علیہ السلام کی ہجرت سے ۱۵ سال پہلے ماہ ذی الحجہ کی ۱۶ تاریخ بروز چہار شنبہ تہجد کے وقت حبش میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ الدعا)

۹ر شوال ۴۲۵ھ روز یکشنبہ زوال کے وقت وفات پائی مزار مبارک مکہ معظمہ میں ہے۔ (اثبات الحقیقت، تواریخ آئینہ تصوف، بحوالہ معراج غوث اعظم صفحہ ۲۱۲)

ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ۴۲۵ھ میں وصال کرنے والے صحابی کی زیارت کر کے ۶۹۸ھ میں وصال فرمانے والے محمود سفراری تابعی ہوسکتے ہیں تو ۲۴۲ھ میں پیدا ہونے والے سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار جن کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے بارہا ہوئی اور جنہوں نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے صحابی رسول حضرت بابا رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت فرمائی اور صحبت سے فیضیاب ہوئے ان کے تابعی ہونے پر کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ **ذالك فضل الله یوتیه من یشاء۔**

☆☆☆

MadaariMedia.Com

اعوذ باللہ شریف پڑھنے کی حکمت

از۔علامہ شیخ اسماعیل حقی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

''میں پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے''

تفسیر عالمانہ:

قرآن پاک کی تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ شریف پڑھنے میں حکمت یہ ہے کہ اعوذ باللہ شریف ایک قسم کی طلب اجازت اور بمنزلہ دروازہ کھٹکھٹانے کے ہے کیونکہ شاہانِ زماں کی عادت ہے کہ جب کوئی ان کے حضور میں حاضر ہونا چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہوتا ہے کہ پہلے اجازت طلب کرے پھر بارگاہ میں حاضر ہو اس کی طرح جس کا قرآن پاک کی تلاوت کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے ساتھ مناجات کا شرف حاصل کر لوں، تو مناجات جیسی باریابی کے لئے اسے زبان کو پاک وصاف کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے کیونکہ فضول کلام کرنے اور کسی پر بہتان باندھنے سے زبان نجس ہوجاتی ہے پھر زبان کو اعوذ باللہ سے پاک کرکے تلاوت شروع کرتا ہے (کیونکہ اس سے زبان پاک ہوجاتی ہے)

تفسیر صوفیانہ:

اہل معرفت فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ طالبین تقرب کا وسیلہ اور خائفین کی مضبوط رسی اور مجرمین کی مسرت گاہ اور ہالکین کا مرجع اور محبین کی فرصت ہے۔ یعنی خالق کائنات کے فرمان (جو کہ سورہ نحل میں ہے) **فاذا قرأت القران فاستعذ باللّٰہ** (جب تم قرآن پڑھو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو) کی تعمیل ہے۔

مسئلہ: تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ اعوذ باللہ شریف قرآن پاک کی تلاوت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

سوال: نحویوں کا قانون ہے کہ جزاء شرط کے بعد ہوتی ہے اور (آیت میں) **فاستعذ باللّٰہ** جزا ہے تو چاہئے تعوذ قرآن کی تلاوت کے بعد ہو۔

جواب: آیت میں **اذا قرأت القران** کا معنی **اذا اردت القرأة** ہے یعنی تم تلاوت کا ارادہ کرو تو پھر اعوذ باللہ پڑھو۔ (گویا آیت مؤول ہے) اور یہ تاویل عام مشہور ہے۔ اس تاویل کو حقیقیہ عرفیہ کا قائم مقام کہتے ہیں۔

ف: مختار قول جمہور کا ہے وہ یہ کہ اعوذ باللہ شریف کے الفاظ **اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم** ہیں کیونکہ باعتبار روایت کے یہی الفاظ زبان مناسب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اقرانیه جبریل عن القلم عن اللوح المحفوظ

یعنی مجھے جبریل علیہ السلام نے قلم اور لوح محفوظ سے اسی طرح نقل کرکے سنایا ہے۔

اگرچہ باعتبار روایت اور مامور بہ فاستعذ باللہ کے مطابق

استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔

شان نزول:

سب سے پہلے جو چیز جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لائے وہ یہی تعوذ اور بسم اللہ شریف اور آیت اقراء باسم ربک ہے۔

حل لغات:

اعوذ بمعنے التجاء یعنی پناہ چاہتا ہوں یا بمعنی استجیر یعنی امان چاہتا ہوں یا بمعنی استعین یعنی امداد چاہتا ہوں یا بمعنی استغیث یعنی فریادو مدد چاہتا ہوں۔ عوذ عیاذ لوذ لیاذ اور صوم و صیام کی طرح مصدر ہے۔

ف: تعوذ پڑھنے والے کا قول اعوذ باللہ ایک قسم کی خبر ہے جو دراصل وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کر رہا ہے گویا کہہ رہا ہے:

اعذنی یارب: اے میرے رب! مجھے پناہ دیدے۔

اور انشاء سے خبر کی طرف عدول کرنے میں تفاؤل بالوقوع (یعنی اچھی فال کے واقع ہونے) کا فائدہ حاصل ہوا۔ گویا پناہ مانگنا واقع ہو گیا اور یہ اسی کی خبر دے رہا ہے۔

نکتہ: تفسیر کبیر میں ہے اللہ تعالیٰ اور اس بندے کے مابین ایک وعدہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے واوفوا بعهدی اوف بعهدکم (تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا) میں بیان فرمایا ہے۔ پس گویا بندہ کہتا ہے اے میرے اللہ! میں باوجود نقص بشریت کے اپنا وعدۂ عبودیت پورا کر رہا ہوں کہ **اعوذ باللہ** یا **استغفر اللہ** کا ورد کر رہا ہوں۔ پس اے کریم! آپ کے شایانِ شان ہے کہ اپنے عہدِ ربوبیت کو پورا فرمائیو اور مجھے اپنی پناہ میں لے لیجیو۔

تفسیر عالمانہ:

باللہ اہل حق کا مذہب ہے کہ یہ لفظ (اللہ) کسی کلمہ سے مشتق نہیں کیونکہ اس کی کُنہ میں ادراک عاجز ہے۔ اسی لئے علامہ تفتازانی تفسیر کشاف کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جس طرح اُس کی ذات وصفات میں وہم و ادراک حیران ہیں اسی طرح اس کے لفظ میں بھی جو اس پر دلالت کرتا ہے ادراک و وہم حیران ہیں کہ نہ معلوم وہ اسم ہے یا صفت، مشتق علم ہے یا غیر مشتق، علم ہے یا غیر علم، واللہ اعلم۔

حضرت مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔

ذات او را در تصور کنج کو\
تا در آید در تصور مثل او

ترجمہ: اس کی ذات تصورات کے گوشوں میں نہیں آسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی مثل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ف: استعاذہ کے تین کلمات ہیں:

۱۔صفاتیہ ۲۔افعالیہ ۳۔ذاتیہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں کو اپنی اس دعا میں جمع فرمایا ہے:

اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك و بمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری رضا کی بدولت تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کی بدولت تیری عقوبت سے اور تیری ذات کی بدولت تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔

تعوذ میں اسم جلالی کو لیا گیا ہے جو جامع ہے تاکہ استعاذہ کی عبارت اپنے جمیع انواع کو شامل ہو جائے۔

ف: تفسیر کبیر میں ہے کہ شرور یا تو اعتقادیات سے ہیں اور تعوذ میں جمیع مذاہب اور تمام گمراہ فرقوں کے (جو کہ بہتر ہیں) کے عقاید

داخل ہوجاتے ہیں یا اعمال بدنیہ سے۔ پھر اعمال بدنیہ بعض تو وہ ہیں جو دین کو نقصان پہنچانے والے ہیں جیسے منہیات شرعیہ کہ جن اعمال سے شرع مطہر نے ممانعت فرمائی ہے اور ان کا شمار مشکل ہے اور بعض وہ ہیں جو دین میں رخنہ تو نہیں ڈالتے مگر ہیں تباہ کن جیسے امراض، جمیع قسم کے دور، آگ وغیرہ کا جلانا، پانی وغیرہ میں ڈوبنا، مفلسی، اندھاپن، ہاتھ پاؤں کا شل ہونا اور دیگر جملہ بلائیں اور مہلک بیماریاں کہ جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ف: تعوذ تمام اقسام مذکورہ (شرور اعتقادیات، اعمال بدنیہ) کو شامل ہے۔ پس عاقل پر لازم ہے کہ جس وقت اعوذ باللہ شریف پڑھنے کا ارادہ کرے تو ان مذکورہ بالا آفتوں کے جمیع اقسام متنادلہ کو دل میں لائے اور پہلے بتایا جاچکا ہے کہ امراض کا شمار غیر ممکن ہے اور مخلوق کی قدرت کی بھی اس اس کے دفع کرنے کے لئے غیر مکتفی ہے تو چاہیے یوں عرض کرے:

اعوذ باللّٰہ القادر علی کل المقدورات من جمیع المهالك والآفات

(میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، وہ اللہ جو تمام مقدورات پر قادر ہے، تمام خوفناک مقامات وجمیع آفات سے)

ف: بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام علوم باری تعالیٰ نے چہار کتب سماویہ (توراۃ، انجیل، زبور، قرآن مجید) میں جمع فرمائے ہیں اور ان چہار کتب کا علم قرآن پاک میں اور قرآن پاک کا علم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کا علم بسم اللہ شریف میں اور بسم اللہ شریف کا علم بسم اللہ کی باء میں۔

نکتہ: تفسیر کبیر میں ہے کہ جمیع علوم کے بسم اللہ کی بائیں مجتمع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ علم میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ کو اپنے مولا کا وصال نصیب ہوجائے اور بسم اللہ کی باء الصاق کی ہے اور اب معنی یہ ہوا کہ بسم اللہ کا باء بندہ کو اپنے مولا سے ملارہی ہے۔ اس کے علاوہ باء کے متعلق نکتے ہیں جو بسم اللہ شریف کی تفسیر میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

من الشیطان: شیطان بمعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے والا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب شیطان نے اپنے مالک کی نافرمانی کی تو مالک لم یزل نے اُسے اپنی رحمت سے دور فرمایا۔ اسی نافرمانی کی وجہ سے شیطان ہوگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اس نام سے بعد از لعنت موسوم ہوا ورنہ اس سے پہلے اس کا نام اعزازیل یا نائل تھا۔

سوال: تعوذ میں مستعاذ منہ یعنی جس سے پناہ لی گئی ہے یعنی اس کے قبائح اور اس کے نقصانات مثلاً دھوکہ دینا، مکر وفریب کرنا، بہکانا، وسوسہ ڈالنا، ناچاقی کرانا وغیرہ وغیرہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا۔

جواب: (مترجم) قانون ہے کہ جب مفعول کا ذکر نہ کیا جائے تو فعل عام ہوجاتا ہے۔ یہاں بھی مفعول کو حذف کیا گیا ہے تاکہ شیطان کی تمام برائیوں سے پناہ کا ارادہ ہو۔

ف: روضۃ الاخیار امام غزالی میں ہے شیطان مذکر بھی ہے مؤنث بھی، بچہ بھی جنتے ہیں مگر مرتے نہیں بلکہ ہمیشہ رہیں گے (تا نفخ صور) اور جنات مذکر بھی ہیں اور مؤنث بھی۔ یہ بھی بچہ جنتے ہیں مگر ان پر موت آتی ہے اور فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مونث، نہ بچے جنتے ہیں نہ کھاتے پیتے ہیں۔ اس سے جنات کی حقیقت اور ان کا وجود ثابت ہوا اور جنات کے وجود کا سوائے فلسفیوں کی چھوٹی سی جماعت کے بعض جاہل افراد یا بعض اطبا وامثالہا (یعنی ان جیسے اور) کے اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

حکایت: محی السنۃ امام غزالی قدس سرہٗ (آپ ثقلین [جن وانس] کے مفتی اعظم تھے) نے ایک دن جنات سے دنیا کے کارناموں

کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی کہ زمخشری ایک کتاب تفسیر لکھ رہا ہے جو اب تک نصف حصہ تحریر کر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا وہی تحریر کردہ کتاب (تفسیر) لے آؤ۔ جب جنات تفسیر لے آئے آپ نے اس کو نقل کر کے واپس کر دیا۔ ایک روز زمخشری کو امام غزالی قدس سرہٗ کے حضور میں حاضری کا شرف ملا تو آپ نے وہی تفسیر زمخشری کو دکھلائی، زمخشری دیکھ کر متعجب ہوا اور عرض کی کہ اگر کہوں کہ یہ میری تفسیر کی نقل ہے تو بھی بے جا ہے کیونکہ وہ تو میں نے ایسی جگہ چھپائی ہوئی ہے کہ بجز میرے کسی اور کو علم ہی نہیں، اگر کہوں کہ یہ وہی تفسیر ہے تو پھر یہاں کیسے آئی۔ اگر کہوں کسی دوسرے کی ہے تو بھی عقل نہیں مانتی کیونکہ اس کے الفاظ و معانی اور وضع و ترتیب بعینہ میری کتاب جیسی ہے تو دو مصنفوں کا ایک ہی طرح کے الفاظ و معانی، وضع و ترتیب پر غائبانہ متفق ہو جانا محال ہے۔ امام غزالی نے فرمایا کہ یہ کتاب تیری تفسیر کی نقل ہے، ہم کو جنات کے ذریعہ پہنچی ہے۔ زمخشری قبل ازیں جنات کے وجود کے قائل نہیں تھے۔ اس حیرت انگیز کرشمہ کو دیکھ کر اسی وقت جنات کے وجود کے قائل ہو گئے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جنات کو علم غیب حاصل ہے۔ مولا عزوجل بھی فرماتا ہے: تبینت الجن لو کانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المھین یعنی جب سلیمان علیہ السلام زمین پر آئے جنوں کی حقیقت کھل گئی (یعنی وہ غیب نہیں جانتے) اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

ف: پھر اُن کی حقیقت ان لوگوں کے نزدیک (جو جنات کو مجردات نہیں مانتے یہ ہے) جنات ہوائی اجسام ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ ناری اجسام ہیں۔ یہ مختلف شکلوں میں متشکل ہونے پر قادر ہوتے ہیں۔ مثلاً سانپ، بچھو، کتے، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے۔ انسان کی شکل اختیار کرنا بھی ان کے اختیار میں ہے۔ ان میں عقل بھی ہے اور فہم بھی اور بہت بڑے بڑے کام کر لیتے ہیں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں تیار کرتے تھے اور وہ لوگ جو ان کے مجردات کے قائل ہیں تو وہ ان کی دو اقسام مانتے ہیں:

۱۔ارضیہ سفلیہ   ۲۔عالیہ

ارضیہ سفلیہ: یہ اس لئے کہ مجردات یعنی وہ موجودات جو نہ متحیز ہیں اور نہ کسی متحیز میں حلول کرنے والے ہیں۔

عالیہ: ان میں بعض وہ عالی ہیں جو اجسام کی تدبیر سے مقدس ہیں اور وہ ملائکہ مقربین ہیں جنہیں مشائین حضرات عقول سے تعبیر کرتے ہیں اور اشراقین صاحبان ان کا انوار عالیہ قاہرہ نام رکھتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو جسم کی تدبیر سے تعلق رکھتے ہیں ان کو مشائین نفوس سماویہ اور اشراقین انوار مدبرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان سب سے برگزیدہ حاملین عرش ہیں جو اس وقت چار ہیں اور قیامت میں آٹھ ہو جائیں گے۔ ان کے بعد وہ جو کہ عرش کے ارد گرد کھڑے ہیں۔ پھر کرسی والوں کا درجہ، پھر ساتویں آسمان والوں کا، اسی طرح درجہ بدرجہ آسمانوں کے ملائکہ کا، مثلاً آسمانوں کے ملائکہ میں سب سے اہم درجہ ساتویں آسمان والوں کا، اسی طرح اول تک۔ پھر کرۂ اثیر اور اس ہوا والوں کا، جو نسیم کی طبع رکھتی ہے۔ پھر کرۂ زمہریر والوں کا، پھر پہاڑ والوں کا، پھر ارواح سفلیہ والوں کا، جو نباتات اور حیوانات کے اجسام میں تصرف کرنے والے ہیں اور یہی پچھلے بعض تو نورانی شکل کے ہوتے ہیں اور نہایت درجہ کے صالح ہوتے ہیں جن کو جنات صالحین کہا جاتا ہے اور بعض کالے رنگ اور شریر قسم کے ہوتے ہیں اور شیطان اسی

پچھلی قسم سے ہیں۔ (کذافی تفسیر الفاتحہ للفناری)

ظاہر یہ ہے کہ لفظ شیطان سے ابلیس اور اس کے خدماء مراد ہیں۔

تفسیر صوفیانہ:

جو بھی متکبر اور سرکش ہو، جو ذکر الٰہی سے روکے، وہ شیطان ہے، خواہ وہ جن ہو یا انسان۔ کما قال تعالیٰ، **وشیطین الانس والجن** (شیاطین انسان بھی ہوتے ہیں اور جن بھی)

تفسیر عالمانہ:

الرجیم بمعنے فرشتوں کے ہٹانے سے آسمانوں سے زمین کی طرف پھینکا ہوا اور آسمان کی چنگاریوں کا مارا ہوا جبکہ وہ آسمان کی جانب جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ یہ شیطان کی بہت بڑی مذموم صفت ہے۔ قرآن پاک میں شیطان کے اسماء بہت منحوس قسم کے بیان کئے گئے ہیں اور اس کی صفتیں بہت مذموم طرز کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور یہ لفظ رجیم اس کی تمام برائیوں کا مجموعہ ہے کیونکہ جتنی عقوبات اس پر عائد ہوتی ہیں یہ لفظ ان سب کا جامع ہے۔ اسی لئے ابتدا میں اس کے اسماء صفات میں اسی لفظ رجیم کو اختیار کیا گیا ہے۔

تفسیر صوفیانہ:

استعاذہ میں فقط زبانی جمع خرچ نہ ہونا چاہئے بلکہ اس وقت حضور قلب کا ہونا نہایت ضروری ہے اور قول حال و فعل کے بالکل مطابق ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو کہہ رہا ہو **اعوذ باللہ** مگر حال قال و فعل کا ورد **اعوذ بالشیطان** ہو۔

عارف کا استعاذہ:

عارف رویت غیر اللہ اور حجاب کثرت سے پناہ مانگتا ہے یہی وجہ ہے کہ شیطان عارف کے نور سے دور بھاگتا ہے۔

حکایت:

حضرت ابوسعید خراز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو خواب میں دیکھا تو اُسے اپنے عصا سے مارنے کا ارادہ فرمایا۔ شیطان نے عرض کی: اے ابوسعید! میں عصا کی مار سے نہیں ڈرتا۔ ہاں آفتاب معرفت کی شعاع سے ضرور کانپ جاتا ہوں یعنی وہ آفتاب معرفت جو قلب مبارک کے نورانی آسمان سے طلوع ہوتا ہے۔

سوال: شیطان سے پناہ مانگنا غیر اللہ سے ڈرنا ہے اور یہ عبودیت کے خلاف ہے۔

جواب: دشمن کو دشمن سمجھنا بھی محبت کی نشانی اور غیر اللہ سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بھی عبودیت کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں طاعت کے لئے تیار ہونا یونہی نصیب ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو اس سے ڈرنا اپنی عاجزی کا اظہار کرنا ہے جیسا کہ منقول ہے:

اخاف من اللہ: اللہ سے ڈرتا ہوں یعنی اس کے عذاب و غضب سے اور منقول ہے:

اخاف ممن لایخاف اللہ۔ اس سے ڈرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا یعنی اس کے برے افعال سے۔ مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

آدمی را دشمن پنہاں بسیست
آدمی گر باحذر عاقل کسیست

ترجمہ: آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں۔ سمجھدار آدمی وہ ہے جو دشمن سے ڈرتا ہو۔

ف: (۱) تفسیر کبیر میں ہے کہ اعوذ باللہ پڑھنا مخلوق سے اعراض اور خالق کی طرف رجوع کرنا ہے اور حاجت کامل (جو نفس کو درپیش

ہوتی ہے) سے روگردانی کر کے غنائے تام حقیقی کے ساتھ جمیع خیرات کے حصول کی طرف راغب ہونا اور اسی کی بدولت تمام بلیات کو دفع کرنا ہے۔ یہی راز ہے **ففروا الی اللہ** ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو۔ میں اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب بجز عجز کے حاصل نہیں ہوتا اور عجز سالک کا انتہائی مقام ہے۔

(۲) حضرت حسن فرماتے ہیں جس نے حقیقی طور پر پناہ مانگی یعنی حضورِ قلب کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے لٹکا دیتا ہے۔ ہر پردہ کے مابین زمین آسمان کے درمیان جتنی مسافت ہوتی ہے۔

حدیث در حکایت ابلیس خبیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر نکلے تو وہاں ابلیس ملعون کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے کم بخت! کیا چیز تجھے مسجد کے قریب لائی ہے؟ اس نے عرض کی: حضور! مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے پاس کیوں بھیجا؟ شیطان نے عرض کی تا کہ آپ مجھ سے اپنے حسب منشاء کچھ پوچھیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ پہلے آپ نے اس سے نماز کے متعلق پوچھا، فرمایا کہ اے ملعون! میری امت کو نماز با جماعت سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کی: حضور! جس وقت آپ کا کوئی امتی نماز با جماعت کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو مجھے تپ محرقہ گھیر لیتا ہے۔ جب تک وہ واپس نہیں ہوتا میں اس مرض میں مبتلا رہتا ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ تو ان کو علم و دعا سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کی: اس لئے کہ ان کی دعا سے اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہوں۔ مجھے اس وقت شفا ہوتی ہے جب وہ فراغت پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اُن کو قرآن پڑھنے سے کیوں روکتا ہے؟ عرض کی: قرأت سے میں قلعی کی طرح (آگ میں) پگھلتا رہتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: اُن کو جہاد سے کیوں روکتا ہے جبکہ وہ جہاد کے لئے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ عرض کی: جب وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو اس وقت میرے قدموں میں زنجیر ڈالے جاتے ہیں یہاں تک کہ واپس نہ لوٹیں، اسی طرح جب وہ حج کو جاتے ہیں تو ان کی واپسی تک میرے گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ڈالے جاتے ہیں اسی طرح جب وہ صدقہ کا ارادہ کرتے ہیں تو میرے سر پر کلہاڑے چلتے ہیں جو مجھے ایسے کاٹتے ہیں جیسے لکڑیوں کو کاٹا جاتا ہے۔

روحانی نسخہ:

(۱) شیطان بنی آدم کو طبیعتوں پر کھانے پینے کی وجہ سے مسلط کیا گیا۔ جب بنی آدم کھانے پینے کو خیر باد کہہ دے تو پیٹ اور فرج کی شہوت کی بیخ کنی ہوگی بعد ازاں شیطان کی مداخلت (گمراہ کرنا) بھی بند۔

(۲) نفس کی اصلاح کا سبب یہی پانچ نمازیں ہیں کیونکہ ان کی فرضیت بھی اصلاح نفس کے لئے ہے، اس لئے کہ نماز میں تین طرح کی عاجزی ہے:

(الف) بہت بڑے بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔

(ب) رکوع کر کے عاجزی ظاہر کرنا۔

(ج) سجدہ کر کے اظہار عجز کرنا اور نفس بھی خشوع و خضوع اور عاجزی سے اصلاح پذیر ہوتا ہے۔

حکایت:

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا نوح علیٰ نبینا علیہ السلام کشتی سے (بعد از طوفان) باہر تشریف لائے تو ابلیس ملعون حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: اے بد بخت! یہ تو بتا کہ بنی

MadaariMedia.Com

آدم کے کون سے عادات تجھے اور تیرے لشکر کو گمراہ اور ہلاک کرنے میں معاونت کرتے ہیں؟ ابلیس ملعون نے جواب میں کہا کہ جب ہم بنی آدم کو کنجوس، بخیل، بدخواہ، سرکش اور جلد باز پاتے ہیں تو ہم گھڑی کی طرح اُسے جھپٹ لیتے ہیں۔ جب کسی انسان میں یہ تمام مذکورہ عادات جمع ہوتی ہیں تو ہم اس کا شیطان مرید (سرکش) نام رکھتے ہیں۔

اعجوبہ:

حدیث شریف میں ہے کہ ابلیس ملعون کے سامنے ہر روز دنیا پیش ہوتی ہے۔ پھر یہ کم بخت اعلان کرتا ہوا کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے وہ چیز خریدے جس میں اس کا نقصان اور پریشانی ہو تو دنیا دار لوگ یہ منادی سن کر کہتے ہیں کہ اس کے خریدار ہم ہیں۔ شیطان انہیں سمجھاتا ہوا کہتا ہے: بھائیو! اتنی جلدی نہ کرو، ذرا سوچ لو، یہ تو بڑی عیب دار تجارت ہے۔ دنیا دار کہتے ہیں، کوئی بات نہیں ہم اسے ضرور خریدیں گے۔ شیطان کہتا ہے اس کا ثمن نہ درہم ہیں نہ دنانیر بلکہ اس کا ثمن تمہارا وہ نیک نصیبہ ہے جو تمہیں بہشت سے عطا ہوگا۔ میں تم سے تمہارے نصیبہ کو چار چیزیں دے کر خریدتا ہوں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت

۲۔ اس کا غضب

۳۔ اس کا عذاب

۴۔ اس کی دوستی سے انقطاع

یہ اشیاء دے کر میں تم سے بہشت خریدوں گا۔ دنیا دار سن کر کہتے ہیں بسر و چشم۔ یعنی ہمیں یہ سودا منافع میں ہے۔ پھر شیطان کہتا ہے کہ میری خواہش ہے کہ مجھے ثمن کچھ بڑھا دو (کیونکہ مجھے تجارت میں نقصان معلوم ہوتا ہے) وہ اس طرح کہ اپنے قلوب پر ان اشیاء کا ایسا گھر بناؤ اور پکا ارادہ کرلو کہ اس ارادہ سے تم ہرگز نہ ہٹو گے۔ دنیا دار کہتے ہیں ہم پہلے ہی عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ یہ کہہ کر دنیا دار دنیا لے لیتے ہیں۔ شیطان ہنس کر کہتا ہے: بئست التجارة (یہ بہت بری تجارت ہے)

حافظ شیرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔

مجو درستی عہد از جہاں ست نہاد
کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد ست

ترجمہ: اس جہان کمزور طبیعت سے وفا کی امید نہ رکھو اس لئے کہ اس بڑھیا نامراد کے ہزاروں داماد ہیں۔

شیخ سعدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔

۱۔ بر مرد ہشیار دنیا خسیست
کہ ہر مدتے جائے دیگر کسیست

۲۔ منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست
کہ مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست

۳۔ نہ لائق بود عشق با دلبرے
چو ہر بامدادش بود شوہرے

ترجمہ: (۱) ہوشیار مرد کے نزدیک دنیا کوئی شے نہیں کیونکہ اس کی جگہ بدلتی رہتی ہے۔

(۲) جہانِ دنیا سے دل نہ لگا۔ کیونکہ یہ جہان بیگانہ ہے، جیسے کہ سرود بجانے والا ہر روز نئے گھر میں ہوتا ہے۔

(۳) اس محبوب سے دل لگانا اچھا نہیں جو ہر صبح نیا شوہر اختیار کرے۔

حدیث شریف:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کے وسوسہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: چور اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں کوئی شے نہ ہو۔ یہ وسوسہ تو ایمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درسِ محبت

از۔ حاکم علی، رام پور

مذہب اسلام اللہ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پیغام کا نام ہے۔ ''قرآن پاک'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور ''حدیث'' رسول رحمت کا ارشاد ہے۔ دونوں پر عمل کرنا ہی حقیقی اسلام ہے۔

قرآن میں خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو کچھ میرا رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جسے منع کرے اس سے رک جاؤ'' اس فرمان عالیشان سے صاف ظاہر ہے کہ ارشاد نبوی پر مکمل عمل کرنا منشاء الٰہی ہے اور یہی اسلام ہے۔ پیغمبر اسلام نے پوری انسانیت کو باہم محبت و بھائی چارگی کا جو ابدی پیغام دیا ہے وہ صبح قیامت تک سلامت باکرامت رہے گا اور اس سے پوری انسانیت سکون وراحت، میل ومحبت، اخوت اور بھائی چارگی کا درس وفالیتی رہے گی۔ قرآن پاک میں رب کا ارشاد ہے، ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔'' اس قرآنی فرمان نے تمام بنی نوع انسان کو اولاد آدم علیہ السلام سے تعبیر فرمایا، جب سبھی انسان حضرت علیہ السلام کی اولاد ٹھہری تو سبھی باہم بھائی بھائی ہوئے اور بھائی کی خدمت کرنا، اس کی ہر قدم پر ہر ممکن مدد کرنا بہترین کار ثواب ہے۔ رسول محترم علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیمات اور آپ کا اسوۂ حسنہ اس کی بہترین مثال ہے، آپ نے انسان کی خدمت واعانت کو خود کی رضامندی وخوشنودی کا بہترین ذریعہ فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے اللہ اس بندے پر رحم نہیں فرماتا جو بندہ دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۴۲۱)

گویا انسانوں سے محبت ورحم کا سلوک کرنا ہی رب کی رضامندی کا بہترین سبب ہے۔ جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم و کرم نہیں کرتا وہ شخص خود خدا کے فضل و کرم سے محروم رہے گا، پیغمبر انسانیت نے ارشاد فرمایا ہے، ''پوری مخلوق خدا خدا کا مجازی کنبہ ہے، بس خدا کے نزدیک وہی بندہ محبوب ہے جو اس کی مخلوق سے محبت رکھے اور اس کی خدمت انجام دے۔

ایک انسان کا دوسرے انسان سے نیک سلوک کرنا اپنی حیثیت کے مطابق اس کی ہر ممکن مدد کرنا، مصیبت کی گھڑی اس کے کام آنا، انسانیت کا طرۂ امتیاز ہے اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کا بہترین ذریعہ ہے۔

انہیں پاکیزہ جذبات کے باعث ہی بھائی چارگی اور آپسی میل محبت پروان چڑھتے ہیں اور نفرت وعداوت کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔

ایک اور جگہ پیغمبر رحمت ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شخص

کامل مومن نہیں جو اپنے پڑوسیوں کے لئے تکلیف کا سبب بنا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف) یہاں پڑوسی کا تعین نہیں وہ خواہ کسی بھی نظریہ کا مالک ہو اس لئے حسن سلوک کرنا بھائی چارگی کا مظاہرہ کرنا، اسلام کا تقاضا ہے۔ انسانی دوستی وخدمت خلق ہی انسانیت کا زیور اور مومن کی پہچان ہے۔ جو شخص حسن سلوک، انسانی اخوت اور بھائی چارگی کے اوصاف سے محروم ہے وہ کامل مومن نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو شکم سیر ہو کر سویا اور اس کا پڑوسی بھوکا سویا تو وہ شخص کامل مومن نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۴)

انسانی خدمت اور بھائی چارگی کی تعلیم اس سے بہتر اور کہاں مل سکتی ہے۔ یہی وہ مقدس پیغمبرانہ تعلیمات وارشادات تھے جنہوں نے دنیا کا نقشہ بدل کر تھوڑے سے وقت میں ایک بہترین قوم ومعاشرہ پیدا کیا جس کو عقل انسانی حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی رہ گئی۔ آج انسانیت پھر ایک نازک دوراہے پر کھڑی ہے۔ انسانیت، شرافت، اخوت، محبت، حسن سلوک، بھائی چارگی، رواداری، خوف خدا اور عشق رسول جیسے پاکیزہ جذبات سے بالکل نابلد وخالی ہے۔ اس لئے آج کا انسان بے پناہ تکلیفوں اور مصائب کا شکار ہے۔ سکون وراحت غارت ہو چکی ہے۔ اس لئے حالات کے تقاضے پھر یہی دعوت دیتے ہیں کہ انسان پیغمبر انسانیت کے پیغام عظیم کو اپنائے اور اسلام کی مقدس تعلیمات واخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہر اپنے میں پیدا کرے تو انشاء اللہ دنیا کی بیقراری پھر سے قرار وسکون اور میل ومحبت میں بدل سکتی ہے اور انسانیت امن وآشتی میں سکون کا سانس لے سکتی ہے۔

☆☆☆

نعت پاک

☆

(حسان الہند علامہ ادیب مکن پوری)

☆

ہم ہجر کی کالی راتوں میں اکثر یہی سوچا کرتے ہیں
کچھ ایسے بھی ہیں جو شام وسحر نظارۂ طیبہ کرتے ہیں

معلوم نہیں کن ذروں کو قدموں سے نوازا ہو تم نے
ہم اس لئے خاکِ طیبہ کے ہر ذرے پہ سجدہ کرتے ہیں

جب گنبد خضریٰ دیکھا تھا کیوں مر نہ گئے کیوں مٹ نہ گئے
ہم لوٹ کے آنے والوں سے اکثر یہی پوچھا کرتے ہیں

کیا جانے حیات دو روزہ پھر اتنی مہلت دے کہ نہ دے
ہم آج یہیں سے تجھ کو سلام اے گنبد خضریٰ کرتے ہیں

دیوانو! اٹھو کچھ عرض کرو، یہ وقت نہیں چپ رہنے کا
سنتے ہیں کہ اپنی محفل میں سرکار خود آیا کرتے ہیں

جب ذکر کی محفل جمتی ہے کہتے ہیں فرشتے آقا سے
سرکار توجہ فرمائیں دیوانے تماشا کرتے ہیں

دیوانہ عشق ختم رسل شائد یہ تجھے معلوم نہیں
اس طرح تڑپنے سے تیرے سرکار بھی تڑپا کرتے ہیں

وہ بزم سجی اور وہ آئی آوازِ ادیبؔ خستہ کی
عشاق نبی جس کی نعتیں سنتے ہیں تو رویا کرتے ہیں

☆☆☆

سلاسل اور خانوادے

از۔ ظہیر المشائخ الحاج سید ظہیر المنعم عرف ببن میاں
طیفوری مداری غفرلہ

حضرت سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سلسلہ طریقت جاری ہوا اور دنیا میں جتنے بھی خانوادے اور گروہ ہیں سب کا سلسلۂ طریقت ان ہی دونوں بزرگوں سے ملتا ہے اس رمز کو پوری طرح سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں امید ہے کہ عزیز و مکرم ناظرین کو اس کی مدد سے گروہ اور خانوادہ کی حقیقت معلوم کرنے میں سہولت ہوگی۔ حضرات صوفیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ابتدائی طریقے چار رہیں۔ انہیں چار طریقوں سے بہت سے گروہ اور تمام خانوادے منسلک ہیں اور بعد میں جتنے بھی طریقے نکلے انہیں چار طریقوں سے نکلے ہیں۔ المختصر تمام طریقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب جانب مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر منتہی ہوتے ہیں اور جو بعد کے طریقے ہیں وہ شیخ طریقت اور مرشد کامل کی نسبت سے کسی نام سے منسوب ہیں تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ اس کی ابتدا فلاں بزرگ یا پیر طریقت سے ہوتی ہے اور یہ شخص فلاں خانوادہ سے نسبت رکھتا ہے۔ لطائف اشرفی، خزینۃ الاصفیاء، سراج الفقراء، جامع الاصول فی الاولیاء اور سلاسل اولیاء وغیرہ کے مصنفین نے تمام سلاسل اور خانوادوں کا ذکر بالتفصیل کیا ہے۔ سردست چند مشہور طریقوں کے نام پیش کر رہا ہوں۔

طریقوں کے نام:

اویسیہ۔ خضرویہ۔ حلاجیہ۔ طاؤسیہ۔ قشیریہ۔ حمویہ۔ انصاریہ۔ شاطبیہ وفائیہ۔ قادریہ۔ رفاعیہ۔ مغربیہ۔ بکتاشیہ۔ بدویہ۔ شاذلیہ۔ بدریہ۔ کبرویہ۔ زاہدیہ۔ مداریہ۔ اویسیہ۔ عطاریہ۔ صفویہ۔ حلبیہ۔ قاسمیہ۔ علوائیہ۔ ہمدانیہ۔ جلالیہ۔ کرمانیہ۔ انواریہ۔ شطاریہ۔ سفاریہ۔ چشتیہ۔ نظامیہ۔ صابریہ۔ نقشبندیہ۔ مجددیہ۔ سہروردیہ۔ جنیدیہ۔ رزاقیہ۔ جباریہ۔ ابوالعلائیہ۔ طوسیہ۔ قدسیہ۔ وغیرہ

اب میں چار پیر چودہ خانوادوں کا ذکر پیش ناظرین کرنے کی جرأت کر رہا ہوں جیسا کہ گذشتہ صفحوں میں عرض کر چکا ہوں جس پر طریقت کا انحصار ہے تا کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکے کہ ہمارا تعلق کس خانوادہ سے ہے اور سلسلۂ طریقت میں ہمارا سلسلہ کن کن بزرگوں سے وابستہ ہے۔ چار پیر چودہ خانوادہ تمام کتابوں میں درج ہے کہ اول اول حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے چار بزرگان نے علوم باطنی کا درس لیا اور مخلوق خدا کو طریقت و حقیقت کے راستے بتائے جو عالم میں چار پیر کے لقب سے مشہور ہیں۔ اول حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام، دوسرے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام، تیسرے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ، چوتھے حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعضوں کے نزدیک اول حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و دوسرے خواجہ حسن

بصری رضی اللہ عنہ تیسرے حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ چوتھے خواجہ عبدالواحد بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے نو(۹) خانوادے اور خواجہ عبدالواحد بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ خانوادے ہوئے۔

تفصیل خانوادہ:

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ۔ پہلا خانوادہ حبیبان خود خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے دوسرا خانوادہ طیفوریان خواجہ حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے تیسرا خانوادہ کرخیان حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھا خانوادہ سقطیان حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے پانچواں خانوادہ جنیدیہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے، گاذرنیہ حضرت خواجہ گازرونی رضی اللہ عنہ سے چھٹا خانوادہ، ساتواں خانوادہ طوسیہ خواجہ ابو یوسف علاء الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے آٹھواں خانوادہ فردوسیہ حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ فردوسی رحمۃ اللہ علیہ سے نواں خانوادہ سہروردیہ حضرت خواجہ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا اور خانوادہ عبدالواحد بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ زیدیان حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ دوسرا خانوادہ ایازیان حضرت فضیل بن ایاز رحمۃ اللہ علیہ سے تیسرا خانوادہ ادھمیان حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھا خانوادہ ہبیریان خواجہ ہبیر ہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پانچواں خانوادہ چشتیان خواجہ ابوالحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے

ذکر خواجگان چشت

خواجگان چشت پانچ بزرگ ہیں۔ اول خواجہ ابوالحسن چسی دوسرے خواجہ احمد چشتی تیسرے خواجہ محمد چشتی چوتھے خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی پانچویں خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہی وہ بزرگ حضرات ہیں جن سے بیعت ہونے والے چشتی کہلاتے ہیں۔

متعدد طریقوں کے نکلنے کے بیان میں

خانوادہ طیفوریہ سے جو حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی کا خانوادہ ہے تین طریقے نکلے ہیں ایک طریقہ مداریہ، دوسرا شطاریہ، تیسرا نقشبندیہ، یہ خاص طریقے ہیں ان سے اور بھی شاخیں نکلی ہیں۔ خانوادہ گازرونیان سے طریقہ اولیا شاہی خانوادۂ جنیدیہ سے طریقہ نعت اللہ شاہی اسی طریقہ سے ہاشم شاہی اور اسی سے طریقہ قلندریہ نکلے ہیں۔ طریقہ قلندریہ سے دو طریقہ ایجاد ہوئے ایک طریقہ صدر شاہی دوسرا بہلول شاہی اس سے حسین شاہی اور ارزان شاہی نکلے ہیں۔

خانوادہ طوسیان سے اس سے طریقہ قادریہ طریقہ قادریہ۔ جباریہ۔ رزاقیہ وہاب شاہی اور اکبریہ طریق نکلے ہیں لیکن ان میں طریقہ قادریہ خاص ہے۔ طریقہ رزاقیہ کی بھی پانچ شاخیں ہیں مقیم شاہی میاں، میر فیل خاکساریہ محمود شاہی، اور محمدیہ، خانوادہ فردوسیان سے یہ چار طریقے ہیں بڈھن شاہی بھڑل شاہی مرتضیٰ شاہی، حبیب شاہی، خانوادہ سہروردیہ سے دس طریقہ ہیں۔ نومانیہ، سید شاہی، دولھہ شاہی اور جلال شاہی جسے جلالی بھی کہتے ہیں۔

خانوادہ چشتیہ: اس خانوادہ سے سات طریقے رائج ہوئے۔ طریقہ بوقلندریہ، نظامیہ، صابریہ، کریمیہ، جلی شاہی بدر شاہی اور فخریہ ان میں طریقہ نظامیہ سے دو طریقہ نکلے ہیں ایک سراجیہ دوسرا نصیبہ۔ خانوادہ نقشبندیہ سے متاخرین نے یہ طریقہ راءج ہوئے طریقہ ابوالعلائیہ مجددیہ، منعمیہ، رسول شاہی اور بوتہ شاہی ·ں وحنفیہ شاہی بھی کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان طریق سے اور بھی بہت سی شاخیں نکلی ہیں جس کی تفصیل درج کرنے سے مضمون طویل ہونے

کا اندیشہ ہے۔اس لئے ہم اسی قدر ذکر پہ اکتفا کر کے صرف خانوادہ طیفوریہ جو حضرت خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ کا خانوادہ ہے جس کا ذکر اوپر بیان کیا جاچکا ہے ان میں سے صرف طریقہ مداریہ کو تحریر کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہم نے تمام سلاسل کا ذکر کیا ہے۔ ہمارا مقصد طریقہ طیفوریہ سے ہے جو طریقہ مداریہ یعنی سرکار سرکاراں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔(از رسالہ المدار)

آفتاب مداریت کی کرنیں

حضرت سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ سے چھ طریقہ جاری ہوئے۔اول خادمان حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رضی اللہ عنہ سے دوسرا دیوانگان حضرت خواجہ سید جمال الدین جان من جنتی سے تیسرا عاشقان حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماوری سے چوتھا طالبان حضرت قاضی محمود الدین گرگ دانشمندان کنتوری سے پانچواں اجملیہ حضرت اجمل بہرائچی سے چھٹا حسامیہ حضرت مولانا حسام الدین سلامتی سے۔

حضرت خواجہ سید جمال الدین جان من جنتی سے دیوانگان کہلاتے ہیں جیسے دیوانگان حسینی ۔دیوانگان سلطانی۔ دیوانگان رشیدی وغیرہ اور حضرت قاضی مطہر قلہ شیر ماوری سے عاشقان کہلاتے ہیں جیسے اول عاشقان امام نوروری شاہ امام نوروز سے سنا ہے کہ یہ ہندوستان میں جہاد کی غرض سے آئے تھے بعد ملازمت بابا کپور گوالیاری کے بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور کل ترکۂ شاہی مرشد کے نذر کیا انہوں نے وہ سامان اپنے مریدوں کو تقسیم فرمایا اسی روز سے طبقاتی فقیر یہ سامان رکھتے ہیں۔ سلسلہ حضرت کا اسی طرح ہے یعنی سید امام نوروز خلیفہ بابا کپور کے اور وہ خلیفہ و مرید سید شاہ راجے کے مرید و خلیفہ قاضی حمید الدین کے بعد وہ مرید و خلیفہ قاضی مطہر قلہ شیر ماوری سے اور وہ مرید و خلیفہ حضرت سرکار مدار العالمین شاہ مدار کے۔

دوسرے عاشقان سوختہ شاہی۔سید خاکسار خاگینہ پانی سے جو خلیفہ بابا کپور کے تھے یہ وقت اشتہا کے سوختہ کھایا کرتے تھے۔ ملک دکن میں ان کے اوصاف حمیدہ مشہور ہیں جائے خلافت اس گروہ کا قصبہ شرف آباد ہے مگر اب بسبب حسن اعتقاد رئیس بھوپال کے ایام برشکال خلیفہ صاحب قصبہ جین پور باڑی میں بسر فرماتے ہیں باقی آٹھ ماہ اطراف ہند میں دورہ کرتے ہیں اور مقدمات فقراء آپ کے روبرو پیش ہوتے ہیں اور ان پر احکامات موافق حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نافذ ہو کر جزا و سزا دی جاتی ہے اور ہزاروں بے پیر مشرف بہ مریدی ہوتے ہیں یہ خلیفہ صاحب ستار پیر اور بادشاہ فقراء کہلاتے ہیں ان کی مگس رانی مورچھل سے ہوتی ہے بخلاف دیگر فقراء ہند کے ان صاحبان میں قادر علی شاہ ستار کہ اس فقیر کو بھی ان کی خدمت میں نیاز حاصل تھا جو معصوم صفت فرشتہ خصلت اور غوث وقت تھے۔

تیسرے عاشقان کمر بستہ ۔حضرت شاہ درکاہی کمربست سے کہ خلیفہ حضرت بابا کپور گوالیاری کے تھے۔

چوتھے عاشقان لعل شہبازی۔شاہ امان اللہ درویش دہلوی سے یہ بھی خلیفہ حضرت بابا کپور گوالیاری کے تھے۔

پانچویں عاشقان بابا گوپالی۔گوپال درویش سے

چھٹے عاشقان لکھا شاہی۔میر الکھا اولیا سے کہ خلیفہ حضرت بابا کپور کے تھے۔

ساتویں عاشقان کلامی۔شاہ معروف کلامی سے کہ خلیفہ امام نوروز کے تھے اور شاہ فنا درویش کہ خلیفہ امام نوروز کے تھے ان سے سلسلہ نوروز ہے۔

سیدنا قطب المدار: ایک نظر میں

از۔ سید محمد ظہیر الحسن مدنی میاں بدیعی

یکم شوال المکرم (بروز عید) ہر سال اسلامی دنیا میں اس مبارک تاریخ کی یادگار لے کر آتی ہے جس میں شہنشاہ اولیاء کبار سرکار سرکاراں سیدی قطب المدار سید بدیع الدین احمد الملقب بہ زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سے دنیا کو شرف حاصل ہوا۔

چمنستان ولایت کا یہ خوشنما پھول ۲۴۲ھ میں سرزمین حلب (ملک شام) پر اپنی ہوا میں کھلتا اور اپنی خوشبو میں مہکتا فاطمہ ثانی کے گلبن مراد پر قریب سحر جلوہ افروز و نکہت بیز پایا گیا اور سترہ جمادی الاول ۸۳۸ھ کو وہی تاجدار ولایت عالم انسانیت کو پیغام وحدانیت و رسالت دے کر عالم جاودانی کی طرف نازاں و فرحاں روانہ ہوگیا۔

اس مبارک دن کا کیا کہنا جس میں ایسا ہادی برحق ولی مطلق پیدا ہوا، یہ دن عید کا دن نہ بنتا تو کون سا دن بنتا۔ اس کی قدر و منزلت کوئی حقیقت بینوں اور معرفت آگینوں سے پوچھے۔ تین سو ساٹھ دنوں میں یہ ایک مسرت آمیز دن ہے۔ سیہ کاران امت محمدی نے ماہ صیام میں اپنی برأت کا کتبہ اس دن کے دامن پر مرقوم دیکھا تو خوشی میں عید منائی۔ گھر گھر چراغاں ہوا، لوگ محبت سے گلے ملے عیدگاہ پہونچ کر شکر الٰہی کے سجدے کیے۔ اعمال خیر کی برکت اور ولادت قطب المدار کی خوشی میں والد محترم سید علی حلبی نے مٹھائیاں تقسیم کیں لوگوں کا منہ میٹھا کرایا، حقیقت نے مجاز کی صورت اختیار کی اور تقسیم شیرینی کا منظر آج سوئیں کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔

گھر والوں کی خوشی میں اہل اللہ بھی شریک ہیں، اولیاء وقت میں صدائے تہنیت بلند ہے کہ تاجدار ولایت سیدنا قطب المدار پیدا ہو چکے ہیں، صدائے ملکوتی پاکر سیدنا علی حلبی کے دولت کدہ پر ولیوں کا جم غفیر ہوگیا ہے اور مبارک بادیاں ہورہی ہیں۔

اس مولود مسعود کی طلعت زیبا کا کیا کہنا۔ بال بال سے ہدایت برستی اور کرامت ٹپکتی ہے۔ مشتاق باپ نے جونہی پیارے بیٹے کی صورت دیکھی دل کی کلی کھل گئی۔ درجہ غوثیت و قطبیت نے آغوش میں لے کر اول مولود کا منہ چوما پھر حلہ کرامت واصطفا کو زیب تن فرما کر ہدایت عالم کا ضیابار تاج سر پر رکھ دیا اور دست تمنا بلند کر کے دعاء دی کہ خداوند عالم تم کو مقام صمدیت پر فائز کرے۔ کروبیان عرش نے آمین اور رحمت ایزدی نے باب اجابت کو وا کر دیا۔ لوح محفوظ نے ابھر کر فرمان طلبی کی قلم نے مشیت کا اشارہ پاکر بصد ناز و انداز تحریر کیا، ''المدار محل بین النبوۃ والولایۃ''۔ متجسس نگاہوں نے جب غور سے دیکھا تو اس گل ولایت کی نازک نازک پتیوں پر **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** کا دلربا اور نظر فریب نقش کچھ اس شان سے ابھرا ہوا پایا کہ ایک ایک خط بلکہ ایک ایک نقطہ تار نظر میں جذب کر لینے کے قابل تھا۔ رحمت و برکت کے فرشتے چاروں طرف موجود تھے اور

هٰذا مدار فاعرفوه،، کا آب حیات نورانی گلاب پاشوں سے ہر ہر پتی پر چھڑک رہے تھے، شگفتگی کا انداز اور تراوٹ کا جوش بتا رہا تھا کہ کھلانے والی چیز نہیں۔ اگر بد دینوں کی نظر سے بچ گیا تو قیامت تک ہرا ہے۔ قدرت ایزدی نے اس شمع ہدایت کی ضیاباری کے لئے مکن پور شریف کی زمین کو تجویز فرمایا، اگر مصلحت کے حجاب بیچ میں حائل نہ ہوتے تو ہزار ہا چلّے گاہ مکن پور شریف میں بن جاتے اور ہر ہر مکن پور شریف سے نورانی شعاعیں ہم تک آتیں اور تاریک دل کا گوشہ گوشہ نورانی بنا دیتیں۔ تاہم آستانہ عالیہ مکن پور شریف کی نورانی جالیوں میں روشنی مقید نہیں اور جن ذرات میں کسب ضیاء کی اہلیت ہے وہ نور سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ کور باطنوں اور شپرہ چشموں کو کیا خبر کہ یہ آفتاب کدھر سے نکلا اور کہاں چھپ گیا۔ فسق و فجور کی گھنگھور گھٹا اور ظلم و ستم شرک و کفر کے تیرہ و تار بادلوں میں جب کبھی کسی گوشے سے یہ آفتاب ہدایت ذرا دیر کے لئے قبر اطہر کے پردے کی اوٹ سے اپنی روشنی دکھا دیتا ہے تو دنیا کے تن مردہ میں جان سی آجاتی ہے اور صحن عالم کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھتا ہے لیکن اس تجلی مداریت کا لطف اسی کو آسکتا ہے جو مخدوم اشرف کچھوچھوی کا دل رکھتا ہو۔

عداوت کیشوں نے مرتبۂ عظمیٰ سے انکار کیا مگر بن نہ آیا مخالفین کی کج فہمی نے آوازے کسے مگر حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے مستقبل کے مخالفین کے منہ پر طمانچے لگا کر کہہ دیا۔

بیا کہ اوج کمالات را ظہور اینجاست
بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور اینجا ست
جناب اقدس شاہنشہہ مدار جہاں
بپائے دیدہ بیا و ببین کہ نور اینجاست

مستقبل میں ادعائے باطل کا استیصال ہوا سلطان وقت نے منکر کی ناک ذلت کی خاک پر رگڑا عقل نے بد باطنی اور حق پوشی پر قہقہہ مارا اور دلائل قاطعہ کی باطل سوز بجلیوں نے مدعی کے خرمن ثبوت کو جھلسا دیا۔

خانوادۂ مداریہ کے افراد کھلی فضا میں لہلہانے اور بہار دکھانے کے لئے نکلے ہی تھے کہ اطراف وجوانب کی ہوائیں ناقابل برداشت سمیت پیدا ہو گئی، مگر مشیت ایزدی کو مصلحت کی خوشگوار پتیوں میں چھپانا گوارا نہ ہوا۔ بوئے بہشتی کی مہک اور حسن ایزدی کی چمک کہاں چھپنے والی تھی۔ آج تک صدیوں کے منافقین کو پیچھے چھوڑ کر چلی آرہی ہے اور آفتاب تہ ابر کا لطف دکھا رہی ہے۔

ایک احمق بام جہالت پر کھڑا نقارہ بجا بجا کر کہہ رہا تھا کہ اتنی طولانی عمر ناممکن ہے۔ اس احمقانہ آواز کو سن کر عمر خضر نے ایک ایسی ڈانٹ لگائی کہ سکتے کا عالم ہو گیا۔ یہ ایسا پرزور نعرہ تھا کہ ڈھائی ہزار برس تک کی مسافت کے لوگ چونک گئے۔ حضرت الیاس حضرت عیسیٰ نے آسمان سے ڈپٹا کہ او احمق تو صرف پانچسو چھیانوے برس کی عمر کو خلاف عقل سمجھ کر مخالفت کی ڈھول بجا رہا ہے، اور ہم کو دو ہزار برس ہوئے کہ لطف زندگی اٹھا رہے ہیں۔ عالم میں ہل چل دیکھ کر شیطان نے نقارچی کے دونوں کان پکڑ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ چوب اور نقارہ دونوں ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر آرہے۔ قابلیت کا نشہ ہرن ہوا تو پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا، تیرا پیر و مرشد شیطان۔ شیطان بولا، ابے احمق ایسی صریحی بات کی مخالفت اور اس زور سے اوروں کو جانے دے مجھے دیکھ ہزاروں سال سے زندہ ہوں۔ میں خدا کی بارگاہ سے مردود سہی مگر اس کی قدرت کا ابتک قائل ہوں۔ تم ایسے فلسفی کی دم بنے کہ قدرت خدا کو بھول گئے دیکھ تجھے مدنی میاں اگلے صفحات پر دلائل سے سمجھائیں گے۔ ارے بدبخت! اللہ تعالیٰ جس کو جتنی عمر چاہے دے سکتا ہے۔

ایک بے عقلی کا شکار باطن میں بے ہوش، ظاہر میں ہوشیار

MadaariMedia.Com

سر بازار یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ ایسے ولی کے وجود سے فائدہ؟ جو صرف شب و روز حبس دم میں مصروف رہتا ہو۔ سب سے پہلے عقل انسانی نے منہ چڑھا کر تردید کی کہ افعال و کردار ہدایت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ روح نے دانت پیس کر کہا کہ باری تعالیٰ خالق اولیاء منتظم جسم ہے تم نے آج تک نہیں دیکھا کہ پھول مسکرائے بڑی موٹی عقل کا انسان ہے ہماری خوشبو نظر نہیں آتی مگر فائدہ پہنچاتی ہے۔

ایک کور باطن تعصب کیش نے منبر سے ہانک لگائی کہ جس ولی سے کوئی فائدہ نہیں تو وجود بیکار ایک دہریہ بولا دوستو! اسے صرف قطب المدار ہی تک کیوں محدود کرتے ہو ہمیں تو تمہارے خدا سے بھی فائدہ پہنچتا نظر نہیں آتا۔ یہ سن کر سادات مکن پور شریف کا ایک بچہ بول پڑا روحانی فائدہ ان آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا اس کے لئے دل کی آنکھوں کی ضرورت ہے۔ قطب المدار دنیوی بادشاہ کو نہیں کہتے، بلکہ وہ ہادی روح ہے۔ ایک نیچرل فلاسفر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے۔ جب آفتاب بادلوں میں پوشیدہ ہوتا ہے بتاؤ دنیا کو اس کے وجود سے فائدہ نہیں پہونچتا؟ پھر بتاؤ وہ کیا ہے تمہیں تو اس کی گرمی تک بھی محسوس نہیں ہوتی اس کا بس یہی جواب ہے کہ گو ہمیں ان آنکھوں اور جسم سے اس کا فائدہ محسوس نہیں ہو رہا ہے لیکن عقل بتاتی ہے کہ اس حالت میں بھی مخلوقات عالم کے لئے معینہ ہے اور اس کے فوائد پوشیدہ طور سے دوسری چیزوں تک پہنچ رہے ہیں۔ ایک سائنس داں نے کہا کہ ہر شئے سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے قابلیت اور اہلیت درکار ہے۔ باران کی لطافت طبع میں کسی کو اختلاف نہیں لیکن اس سے گھاس اگتی ہے اس سے پھول کھلتے ہیں اور اسی سے ایک پتہ تک نہیں اگتا۔ لہٰذا اس صورت میں پتھر کی چٹان کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ بارش سے کیا فائدہ؟ اگر تم سیدنا قطب المدار سے روحانی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو پہلے آپ کو اس قابل بناؤ، جب مکان کی کھڑکی کھلے گی سورج خود شعاعیں ڈالنے لگے گا، جب آئینہ صاف ہوگا صورت خود عکس اتارنے لگے گی۔

ایک سفاہت مآب مولانا وعظ میں فرما رہے تھے کہ اگر سیدنا قطب المدار کے چہرے پر سات نقاب رہتے تھے اور وہ اپنے کو ولی کامل کہلواتے تھے تو نقاب کیوں نہیں الٹتے تھے نقاب ڈالنے میں کیا مصلحت ہے؟ ایک تاریخ داں نے قریب آکر کہا جو مصلحت تمہارے رسول کو چالیس سال اعلان رسالت نہ کرنے میں تھی وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابو طالب میں پوشیدہ رکھنے میں تھی۔

وہی سفاہت مآب مولانا بقراتی جھاڑتے ہوئے بولے کہ خیر ہر بات تو سمجھ میں آگئی مگر یہ بات سمجھ میں ابھی تک نہیں آ رہی ہے کہ قطب المدار کی ولادت ۲۴۲ھ میں اور وفات ۸۳۸ھ میں ہوئی۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ پانچ سو چھیانوے سال تک ایک ولی کی عمر ہو سکتی ہے۔ ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے پیار سے کہا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے مدنی میاں تجھے سمجھا رہے ہیں اسے بغور ہوش و حواس سمجھو اگر نہ سمجھے تو تم کو خدا سمجھے۔

سیدنا قطب المدار کے طول عمر کا راز

آج ساری دنیا کے مادہ پرست انسانوں کے ذہنوں میں ایک بات گردش کر رہی ہے کہ آخر سیدنا قطب المدار سید بدیع الدین احمد الملقب بہ زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ پانچ سو چھیانوے سال کیسے زندہ رہے؟ آخر ایک انسان اتنے دنوں تک کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ کیسے ممکن ہے کہ انسان کی عمر اتنی طویل ہو؟ اس صورت میں جبکہ انسان کی عمر اتنی طویل نہیں ہوتی۔

چونکہ سیدنا قطب المدار کی طویل زندگی عام زندگی سے ایک الگ چیز ہے اس وجہ سے یہ بات دنیا میں موضوع بحث و گفتگو

ہے۔ خصوصاً اس زمانے میں جسے ہم ترقی یافتہ زمانہ کہتے ہیں۔ اس طرح کے مسائل جتنی شدت سے موضوع بحث ہیں، پہلے نہیں تھے۔ جہاں بھی سیدنا قطب المدار کی طویل العمری کا ذکر آتا ہے طول عمر کے موضوع پر ضرور بحث ہوتی ہے۔ غرضیکہ یہ ایک اہم اعتراض ہے جو سادات خانوادۂ مداریہ پر کیا جاتا ہے اس لئے صاحب قلم اس بات کی کوشش کرتا ہے، اس اعتراض کا اطمینان بخش جواب قارئین محترم کی خدمت میں پیش کرسکے۔

دنیا ایک نظام کے تحت قائم ہے:

اس سوال کے جواب دینے سے پہلے ایک نکتہ کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں کچھ چیزوں کے دیکھنے کا عادی ہوجاتا ہے اور اگر کوئی واقعہ اس کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے تو وہ اسے غیر ممکن شمار کرتا ہے۔ مثلاً ہم نے سردی میں میوہ دار درخت کی زندگی کو اس انداز سے دیکھا ہے کہ جب موسم بہار آتا ہے درختوں میں دھیرے دھیرے پتے نکلنا شروع ہوجاتے ہیں کچھ دنوں بعد اس میں کلیاں نکلتی ہیں اور پھول کھلتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو ان درختوں میں پھل آتے ہیں۔ ہم نے درختوں کو یونہی پھولتے پھلتے دیکھا ہے اس لئے ہمیں کسی طرح کا کوئی تعجب نہیں ہوتا۔

اسی انداز سے جب ہم نے انسان کا مشاہدہ کیا تو دیکھا کہ انسان پیدائش سے لے کر تقریباً پندرہ سال تک بچپن کی زندگی گذارتا ہے۔ اس کے بعد جوانی میں قدم رکھتا ہے وہ بھی پندرہ سال سے لے کر چالیس سال تک عموماً ہوتی ہے، اس کے بعد انسان پیری اور توانائی کے مرحلے طے کرتا ہے اور معمولاً مرحلہ پیری چالیس سال سے ستر سال تک ہوتا ہے اور اس سے زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ انسان کو ہم نے روز اول ہی سے اسی طریقہ سے یعنی بچپن جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں سے گزرتے دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی کے بارے میں سنتے ہیں کہ فلاں نے پانچ سو سال کی زندگی پائی تو تعجب کرتے ہیں۔ البتہ اگر انسان کو روز اول سے اس روپ کے علاوہ کسی اور روپ میں دیکھا ہوتا یعنی یہ کہ انسان اس سے بھی زیادہ طویل العمر ہوتا ہے تو ہم ایسی چیزوں کے دیکھنے کے عادی ہوجاتے اور ہزار سالہ پانچ سو سالہ زندگی کی خبر سن کر تعجب میں نہ پڑتے۔

طبیعت انسانی عام ریاضی کی طرح کسی قاعدہ وقانون کے تحت نہیں ہے بلکہ طبیعت انسانی عجائب وغرائب پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان کوئی بھی غیر عادی کام دیکھتا ہے تو اسے عجائب وغرائب میں شمار کرتا ہے اسی لئے ایک فلسفی نے کہا ہے کہ جب بھی انسان کوئی عجیب وغریب بات دیکھے اور اس کے محال ہونے کے سلسلے میں کوئی عقلی یا علمی دلیل ہے جو یہ ثابت کرے کہ عمر کا اتنا طویل ہونا ناممکن ہے....... کیا کوئی ایسی کتاب دیکھی گئی ہے جس میں انسان کی عمر کا تعین ہو؟ کیا کوئی دانشمند یا فلسفی ایسا گزرا ہے کہ جس نے انسان کی عمر کو معین کیا ہو؟

علمی اعتبار سے یہ کیسا اعتراض ہے کیا کسی دانشمند نے طول عمر کو محال سمجھا ہے؟ زیادہ سے زیادہ آپ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات ہماری عقل سے بعید ہے۔ چونکہ عام طور سے ایسا نہیں ہوتا کہ انسان اتنی طویل زندگی گزارے اس لئے یہ ایک عجیب سی چیز ہے لیکن محال پھر بھی نہیں کہا جاسکتا۔

اگر کوئی شخص پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ان حدیثوں کو دیکھے جو خاص کر انبیاء کرام اولیاء عظام کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں تو ان میں ملے گا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء واولیاء کی نوع زندگی کا تعارف بعنوان خرق العادۃ کرایا ہے۔

اور خرق العادۃ ہونا محال سے ایک الگ شئے ہے۔ علمی نقطہ نظر سے خرق العادۃ کی ہرگز نفی نہیں کی جاسکتی۔ ہماری

نظر فقط ان اسباب وعوامل تک ہے جنہیں ہم نے دیکھا ہے لیکن وہ اسباب کہ جن تک ہماری نظریں نہیں پہونچی ہیں یا جن کے بارے میں ہم بالکل بے خبر ہیں ان کے وجود سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے اور یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ جن اسباب کو ہم دیکھ رہے ہیں وہی اسباب پنہاں ہوں اور ممکن ہے وہی اسباب طول عمر کا راز ہوں۔

میٹریکل سائنس نے انسانوں کو ابھی طول عمری سے مایوس نہیں کیا ہے بلکہ وہ آج بھی ان رازہائے سربستہ کے چہرے سے نقاب اٹھانے کے لئے کوشاں ہے۔ ہاں اگر انسان جہان ہستی کے تمام رموز وحقائق سے واقف ہو جاتا ہے اور حیات انسانی کو طول تولنے کے لئے کوئی آلہ تیار کرتا تو اس صورت میں یہ آلہ کامل آلہ ہوتا اور اس کے وسیلے سے ہم انسان کی طول زندگی کا اندازہ لگا سکتے اور اس کو کلی ضابطہ قرار دیتے لیکن عمر ناپنے کا معیار جو بھی ہے وہ ہماری فکر اور محسوسات کی پیداوار ہے اور اس کو ضابطہ کلی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دنیا بھی ایک راز ہے

ہماری نظر ہمیشہ نظام عادی سے آشنا رہتی ہے لیکن ہم نے اس باعظمت دنیا کو اس انداز سے نہیں سمجھا ہے کہ تمام امور میں ایسی فہم کو کسوٹی قرار دیں اور وہ چیز جو ہماری سمجھ میں آجائے اسے مان لیں اس بات کو سمجھانے کے لئے ہم آپ کو ایک مثال دیتے ہیں تاکہ مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے۔ گندم کی زندگی ایک یا دوسال سے زیادہ نہیں ہوتی اور اگر کسی گندم فروش سے پوچھیں کہ گندم کی زندگی کتنی ہوتی ہے تو وہ بتائے گا کہ اگر مرطوب جگہ رکھا جائے تو چھ مہینے سے زیادہ باقی نہیں رہ سکتا اور اسی گندم کو کسی خشک جگہ رکھا جائے تو اس کی زندگی ایک یا دوسال ہوتی ہے معلوم یہ ہوا کہ گیہوں کی یہ فطرت ہے اور اسی گیہوں کو خوشے میں محفوظ رکھا جائے تو ستر یا اسی سال تک اس کی زندگی باقی رہتی ہے اور اس سے زیادہ تک باقی رہ سکتی ہے۔

جب مصر میں کھنڈرات کی کھدائی ہوئی تو اہرام مصر میں سے کچھ گندم جو معہ خوشہ تھے برآمد ہوئے۔ لوگ اس شک میں تھے کہ آیا اس میں قوت نمو ہے یا نہیں لوگوں نے امتحاناً اس گیہوں کے دانوں سے کاشت کی نتیجہ یہ نکلا وہ مکمل طور پر بار آور ہوئے (مجلہ المقتف شمارہ ۳ ستاون واں سال تحت عنوان هل يخاق الانسان فی الدنیا)

اب آپ حساب لگائیں کہ کتنے سال اس گندم کو ہوئے تقریباً چار ہزار سال اس کو ہوئے اور اس میں قوت نمو باقی تھی جبکہ وہی یہ گندم ہے جس میں قوت نمو سال دوسال گذر جانے کے بعد باقی نہیں رہتی۔

اگر اشیاء کی آزمائش گاہ (لیباریٹری) کے ذمہ دار سے آپ پوچھیں گے وہ بتائے گا کہ گندم میں دوسال سے زیادہ قوت نمو باقی نہیں رہ سکتی لیکن اگر اسی گندم کو خوشہ میں رکھا جائے تو اس کی عمر اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ جس کو سننے کے بعد انسان تعجب کرنے لگتا ہے۔ اگر دوسال باقی رہنے والے گندم کی عمر حالات کے بدل جانے سے چار ہزار سال ہو سکتی ہے تو (ستر یا اسی سال) والے انسان کی زندگی کے حالات بدل جانے سے سیکڑوں ہزاروں سال کیوں نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ علمی اور امکانی نقطۂ نظر سے یہ بات بعید نہیں کہ انسان سیکڑوں ہزاروں سال زندگی گذارے۔

ڈاکٹری نقطۂ نظر سے طول عمری کے سلسلے میں تحقیقات:

ڈاکٹری نقطۂ نظر سے انسان کی عمر ستر یا اسی سال میں محدود نہیں ہے بلکہ انسان کے جسم کے اعضاء ایک طولانی زندگی گزارنے کیلئے بنائے گئے ہیں۔ ایک سائنس داں (جو کہ انسانی عمر اور تمام موجودات کی عمر کا مطالعہ اور موازنہ کر رہا تھا) اس نے اس

سلسلہ میں لکھا ہے:

انسان کا بدن اسلئے بنایا گیا ہے کہ انسان ہزاروں سال زندہ رہے اور ایک دوسرے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انسانوں کی زندگی کے لئے کوئی ایسی حد معین نہیں ہوئی ہے کہ جس کا تجاوز کرنا محال ہو۔ (مصلح جہانی صفحہ ٦٧)۔ ایک اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انسان کے جسم کے تمام اعضائے رئیسہ میں اس بات کی صلاحیت ہے کہ وہ طویل زندگی گزاریں اور اگر عوارض یا حوادث پیش نہ آئیں تو ممکن ہے کہ انسان ہزاروں سال کی عمر پائے۔

مقدمہ نوید اسلام

اور ڈاکٹر ریمندول استاذ جونس ہیگنس یونیورسٹی کہتا ہے کہ انسان کے جسم کے اعضائے رئیسہ میں وہ قابلیت ہے کہ وہ بہت زیادہ دنوں تک باقی رہ سکتا ہے جو کہ تجربہ کے ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ البتہ وہ باتیں جو ڈاکٹروں نے بتائی ہیں یہ محض خیالی نہیں بلکہ تجربہ سے ثابت ہوتی ہیں۔

مختصر یہ کہ اب تک جو بات ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ستر یا اسّی سال تک کسی کا پہنچ جانا باعث موت نہیں ہوتا بلکہ موت کا سبب وہ امراض و عوارض ہیں جو کسی عضو پر وارد ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عضو اپنا کام انجام نہیں دے پاتا اور پھر وہ اتصال و ارتباط جو اعضاء کے درمیان ہوتا ہے ختم ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

اگر سائنس نے اتنی ترقی کر لی کہ وہ عوارض کو ختم کر دے تو انسان کو ہزاروں سال زندہ رہنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔ آج انسان اس فکر میں ہے کہ وہ کرہ ہائے آسمانی کا سفر کر لے جو ہم سے بہت دور ہیں اور اس کے لئے ہزاروں سال کی زندگی درکار ہے چونکہ انسان کی عمر چھوٹی ہوتی ہے اس وجہ سے وہ اتنا طویل سفر نہیں طے کر سکتا لہٰذا کرات آسمانی تک پہنچنے کے لئے انسان کی عمر زیادہ ہونا چاہئے اس لئے آج دنیا کی عظیم یونیورسٹی میں جدید علم زیاتری، اور جرونتوثری پر تحقیقات ہو رہی ہے اور دانشمندوں نے اس بات کی پیشین گوئی کر دی ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ انسان کی عمر ہزار سال ہو جائے گی اور انسان کرات آسمانی کا سفر طے کرے گا۔

طویل العمر افراد تاریخ عالم میں

دنیا کی اس طویل ترین تاریخ میں طویل العمر افراد بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کم سے کم چند افراد کا نام مذہبی کتابوں میں مل ہی جاتا ہے، جیسے کہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت خضر علیہم السلام وغیرہ۔ قرآن مجید نے جناب یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف اور حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ کیا ہے جبکہ دوسری کتابوں میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔

قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح موجود ہے کہ یونس شکم ماہی میں چلے گئے، اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو ہیں قیامت تک انہیں شکم ماہی میں رکھتا یعنی مچھلی کی زندگی قیامت تک مسلّم اور یونس علیہ السلام کی زندگی بھی، سورۂ کہف میں اصحاب کہف کے تین سو نو سال زندہ رہنے کا اور سورۂ عنکبوت میں حضرت نوح علیہ السلام کے لئے جو کہ نو سو پچاس برس زندہ رہے اشارہ موجود ہے۔

بالآخر تاریخی نقطۂ نظر سے یہ بات مسلّم ہے کہ دنیا میں طویل العمر افراد کا وجود اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ ان کی عمریں طبعی حد سے زیادہ تھیں۔ مندرجہ ذیل طویل العمر افراد کے اسماء ملاحظہ فرمائیں:

طبقۂ اول۔ وہ افراد کہ جن کی عمر سو سال اور دو سو سال کے درمیان تھی:-

۱۔ حضرت ابراهیم خلیل اللہ علیہ السلام عمر ۱۷۵ سال
(کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۴۳)

۲۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام عمر ۱۳۷ سال
(کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۴۳)

۳۔ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراهیم عمر ۱۲۷ سال
(کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۶۲)

۴۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام عمر ۱۶۰ سال
(کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۱۶۰)

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام عمر ۱۴۷ سال
(کامل ابن اثیر جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۱۴۷)

مؤلف کے جدامجد خواجہ سید حاجی احمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس افراد کا تذکرہ کیا ہے لیکن میں نے اختصار کرتے ہوئے صرف پانچ افراد کا تذکرہ کیا ہے۔

طبقۂ دوم: وہ افراد کہ جن کی عمر دوسو اور تین سو سال کے درمیان تھی

۲۔ صفی ابن ریاح عمر ۲۷۰ سال
(کنز الفوائد صفحہ ۲۵۱)

۲۔ سنان مصری عمر ۳۳۴ سال
(کنز الفوائد صفحہ ۲۵۲)

۳۔ عصوان بادشاہ چین عمر ۲۵۰ سال

۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام عمر ۲۴۲ سال

۵۔ حضرت صالح علیہ السلام عمر ۲۸۰ سال

طبقۂ دوم میں ہمارے جداعلیٰ نے تقریباً پینتیس افراد کا تذکرہ کیا ہے لیکن اختصار کرتے ہوئے یہاں صرف پانچ افراد کا ذکر کیا ہے۔

طبقۂ سوم ۔ وہ افراد جن کی عمر تین سو سال سے چار سو سال کے درمیان ہوئی تھی۔

۱۔ ربیع ابن ضبع فزاری عمر ۳۸۰ سال

۲۔ عامل ابن شالح عمر ۳۴۰ سال
(کامل جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۱۵۴)

۳۔ عبدالمسیح ابن بقید عمر ۳۵۰ سال
(بہار جلد نمبر ۱۳۔ صفحہ ۴۷)

۴۔ موی ابن کاہی عمر ۳۰۰ سال
(کمال الدین صفحہ ۳۵۰)

۵۔ عمط بن تمیم عمر ۳۸۰ سال

طبقۂ سوم میں میرے مطالعہ میں ۲۱ افراد آئے لیکن مختصر کر کے پانچ ہی کا تذکرہ کیا ہے۔

طبقۂ چہارم ۔ وہ افراد جن کی عمر چار سو سال سے پانچ سو سال تک ہوئی تھی۔

۱۔ عمر بن جمہ درسی عمر ۴۰۰ سال
(کنز الفوائد)

۲۔ قبطیم بادشاہ مصر عمر ۴۸۰ سال
(ناسخ التواریخ)

۳۔ کشن بادشاہ ہند عمر ۴۰۰ سال

۴۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عمر ۴۰۰ سال
(نفس الرحمٰن)

۵۔ شاضح عمر ۴۹۳ سال

اس طبقہ میں بھی میرے مطالعہ میں قریب ۱۳ افراد آئے لیکن اختصار کرتے ہوئے صرف پانچ کا ذکر کیا ہے۔

طبقۂ پنجم ۔ وہ افراد کہ جن کی عمر پانچ سو سال سے چھ سو سال

تک ہوئی تھی۔

۱۔ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ — عمر ۵۹۶ سال

۲۔ لقمان ابن عاد بزرگ — عمر ۵۰۰ سال

۳۔ فیروز رائے بادشاہ ہند — عمر ۵۳۷ سال

۴۔ حام پسر نوح علیہ السلام — عمر ۵۶۰ سال

۵۔ حضرت مریم مادر عیسیٰ علیہ السلام — عمر ۵۰۰ سال

(حیات القلوب)

اس طبقہ میں بھی میرے مطالعہ میں ۹/افراد آئے لیکن مختصر کرتے ہوئے صرف پانچ کا ذکر کیا ہے۔

طبقۂ ششم ۔وہ افراد کہ جن کی عمر چھ سو سال سے سات سو سال تک ہوئی تھی۔

۱۔ قیس بن ساعدہ ایادی دانشمند عرب — عمر ۷۵۰ سال

(مستطرف جلد نمبر ۲۔ صفحہ ۲۳، باب ۴۸)

۲۔ سالم پسر نوح علیہ السلام — عمر ۶۰۰ سال

(کامل جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۵۴)

۳۔ رستم پسر زال — عمر ۶۰۰ سال

۴۔ ہبل بن عبداللہ کنانہ — عمر ۶۰۰ سال

۵۔ فرعون بادشاہ مصر — عمر ۶۰۰ سال

۶۔ مازیان ابن اوس — عمر ۶۶۰ سال

طبقۂ ہفتم ۔وہ افراد جن کی عمر سات سو سے آٹھ سو سال تک ہوئی تھی۔

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام — عمر ۷۱۲ سال

(کتاب اکمال الدین میں مولائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور بعض تاریخوں میں ہے کہ ان کی عمر ایک ہزار سال تھی)

۲۔ جمشید — عمر ۷۱۶ سال

(کامل جلد نمبر ۱۔ صفحہ ۲۳)

۳۔ گرشاسپ بادشاہ ایران — عمر ۷۵۰ سال

(ناسخ التواریخ)

۴۔ لودین مہلائیل — عمر ۷۳۰ سال

۵۔ عزیز مصر — عمر ۷۰۰ سال

اس طبقہ میں میرے مطالعہ میں دس افراد آئے لیکن اختصار کے ساتھ پانچ کا ذکر کر دیا۔

طبقۂ ہشتم ۔وہ افراد جن کی عمر آٹھ سو سال سے نو سو سال تک ہوئی تھی۔

۱۔ عمرو بن عامر بادشاہ ملک سبا — عمر ۸۰۰ سال

۲۔ طہمورث — عمر ۸۰۰ سال

۳۔ حضرت ادریس علیہ السلام — عمر ۸۶۲ سال

(حضرت ادریس علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے دو سو سال بعد پیدا ہوئے اور دنیا میں آئے اور انہوں نے لوگوں کو بہتر زبانیں سکھائیں اور وہ پہلے شخص تھے کہ جنہوں نے لوگوں کو کپڑا پہننا اور قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا۔) (کامل جلد ۱۔ صفحہ ۲۱)

طبقۂ نہم ۔وہ افراد جن کی عمر نو سو سال سے ہزار سال کے درمیان تھی۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام — عمر ۹۳۰ سال

(کامل جلد ۱۔ صفحہ ۱۹)

۲۔ حضرت حوا علیہا السلام — عمر ۹۳۱ سال

۳۔ حضرت شیث علیہ السلام ابن آدم علیہ السلام — عمر ۹۱۲ سال

۴۔ عدیم بادشاہ مصر — عمر ۹۲۶ سال

۵۔ سربابک بادشاہ ہندوستان — عمر ۹۳۵ سال

اس طبقہ میں میرے مطالعہ میں دس افراد آئے لیکن اختصار کرکے صرف پانچ کا ذکر کردیا۔

طبقۂ دھم ۔وہ افراد جن کی عمر ہزار سے دوہزار سال کے درمیان ہوئی۔

۱۔ کیورث ایران کا پہلا بادشاہ — عمر ۱۰۰۰ سال
۲۔ پوشالفرس بن کالب — عمر ۱۰۰۰ سال
۳۔ ضحاک — عمر ۲۰۰۰ سال
۴۔ صاحب ہرگان — عمر ۱۵۰۰ سال
۵۔ بخت النصر — عمر ۱۵۰۷ سال

طبقۂ یازدھم دوازدھم ۔وہ افراد جن کی عمر دوہزار سال سے زیادہ تھی۔

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام — عمر ۲۵۰۰ سال
۲۔ عناق دختر حضرت آدم علیہ السلام — عمر ۳۰۰۰ سال
۳۔ عوج بن عناق — عمر ۳۶۰۰ سال
۴۔ لقمان حکیم — عمر ۴۰۰۰ سال
۵۔ حضرت خضر علیہ السلام

جیسا کہ سجستانی نے اپنی کتاب المعمرون والوصایا میں نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں حضرت خضر علیہ السلام ہیں عمر کے اعتبار سے زیادہ ہیں۔ان کی عمر نوہزار سال سے بھی زیادہ ہے۔

بس مطالعہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسان کی زندگی محدود نہیں ہے اور ہر زمانہ میں طویل العمر افراد پائے گئے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی بعض افراد کہ جنھوں نے سوسال سے زیادہ عمر پائی ہے روزنامہ اطلاعات تہران شمارہ ۱۳۸۰۳ کے مطابق ایک شخص جس کا نام شیر علی مسلم اف تھا آذربائجان کے پہاڑی علاقہ میں رہتا تھا اس نے ۱۶۸ سال کی عمر میں دنیا کو خیرباد کہا۔

اور اسی طرح سے برازیل کی ایک خاتون جن کا نام دلپسندور ہے جو دنیا کی ضعیف ترین خاتون ہیں ان کی عمر دوسو سال سے زیادہ ہوچکی ہے وہ ابھی زندہ ہیں ان کی پیدائش ۳ رمئی ۱۸۱۱ء میں ہوئی تھی۔

بہر حال چونکہ اگر اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو طویل العمری میں ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی تھی عقلمندوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے اس لئے طول عمری کا مسئلہ کوئی ایسا محال نہیں ہے جو کسی عنوان اور کسی طریقت عقل وفہم میں نہ آسکے۔اس لئے کہ میں نے اوپر جو دلائل پیش کئے ہیں ان سے سادات مکن پور شریف خانوادۂ مداریہ کا دعویٰ طویل العمری سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ کی پوری تصدیق ہوگئی اور اسی کے ساتھ ان معترضین کے لغویات وحشویات کی تنقید ورد بھی ہوگئی جو محض حسد ونفسیات اور تعصب پر مبنی تھے۔سچ پوچھئے تو ان کی ایک ابلہ فریبی ہے کہ متفقہ فیصلہ کو کہ جس کو اولیائے عظام وعلمائے فخام فضلائے اعلام تسلیم کرچکے ہوں متنازع فیہ اور مختلف عنہ بتلانا صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ سیدنا قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار علیہ الرحمۃ کی ذات مجمع الصفات سے ان لوگوں کو ایک خاص کدورت بھی اور ضد بھی ہے ورنہ حقیقت حال بالکل اس کے برعکس ہے کہ ایسی بے مثال ذات گرامی اولیاء اللہ میں جس کے حضور محدث عبد الحق دہلوی ومحدث عبد العزیز دہلوی جیسے محققین نے خلوص وعقیدت کے ساتھ جبین نیاز خم کی ہو وہی ذات گرامی متفقہ ومسلمہ طور پر قبول کئے جانے کے عوض میں مختلف فیہ سمجھی جائے اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ حقیقت حال کیا ہے اور اسی سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ صرف ان لوگوں کا تعصب نفسانیت طمع دولت ہے جو ان لوگوں سے استخفاف امر حق کا گناہ کروارہی ہے بہرحال میں اب یہیں سے مضمون کو ختم کررہا ہوں ۔وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اور ہندی تھی بھی تیج یعنی تیسری تھی۔ یکم محرم الحرام ۲۴۲ھ کو بھی تیج ہندی تھی اور شوال یکم کو بھی تیج تھی۔ اور باقی جو مورخین نے ہجری سنین لکھی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔

بہر حال آیئے آگے بڑھتے ہیں۔ ستاروں کے حسابات کی کتاب کو کہتے ہیں زائچہ۔ زائچہ اس نقشے کو کہتے ہیں جس میں آسمان پر کواکب کی پوزیشن کسی خاص۔ سال ماہ... دن... اور.. وقت کی درج کی جائے۔ اگر وقت اور جگہ معلوم نہ ہو تو صحیح زائچہ نہیں بنایا جاسکتا۔

شمس۔ قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ مشتری۔ زحل۔ یورنس۔ نپ چون۔ پلوٹو۔ ہماری کائنات کے کواکب ہیں۔

سیارگان کی مختلف حالتوں سے جو اثرات زمین اور اس کے موجودات پر پڑتے ہیں ان خاص تغیرات کو جاننے کے لئے علم ہیئت اور نجوم کو حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ان دونوں میں ہم صرف نجوم کا ذکر کریں گے کیونکہ یہی ہمارا موضوع ہے۔

ارضی وقت

صحیح طور پر زائچہ بنا کر حالات معلوم کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ پیدائش کا وقت کیا تھا۔

نجوم کی اصطلاح میں جب وقت کا نام لیں گے تو اس کا مطلب ہوگا........کونسی وقت کیا تھا۔ جس کے معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لینا ضروری ہے؛

(۱) تاریخ پیدائش (۲) یوم پیدائش (۳) وقت پیدائش (۴) ملک پیدائش (۵) شہر پیدائش

کلہٗ، سرسرکار مدار العالمین کی تاریخ پیدائش ۵ رفروری اور یوم پیدائش پیر اور سن پیدائش ۸۵۷ء معلوم ہو چکا ہے۔ بمطابق یکم شوال ۲۴۲ھ ملک پیدائش بھی معلوم ہے۔ یعنی ملک شام۔ آج کل اس ملک کو سیریا کہتے ہیں۔

شہر پیدائش بھی معلوم ہے۔ آپ کا شہر پیدائش شہر حلب ہے آجکل اس کو (الیپو۔Aleppo) کہتے ہیں۔

اب رہ گیا وقت آیئے وقت کو سمجھتے ہیں۔ اہل مدار اور مورخین کی مصدقہ تحریروں میں مرقوم ہے کہ آپ کی ولادت پاک صبح صادق ہے۔

صبح صادق کے وقت کو نکالنے کے لئے ایک لمبا حساب کرنا ہوگا لیکن میں یہاں اختصار سے کام لوں گا۔ سب سے پہلے ہمیں ملک شام کا اسٹینڈرڈ ٹائم جاننا ہوگا اس کے بعد شہر حلب کے لوکل ٹائم کو نکالنا ہوگا۔

اسٹینڈرڈ ٹائم: کسی ملک کے اندر کسی مقام کو مرکز مان کر وہاں کا ایک ٹائم سارے ملک میں جاری کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک بھارت کا مرکزی ٹائم ۸۲ر درجہ ۳۰ ردقیقہ مشرق مقرر کیا گیا ہے جو گرینج وچ سے ساڑھے پانچ گھنٹہ آگے ہے یعنی (۵ گھنٹہ ۳۰ منٹ) اسی طریقے سے ملک شام سیریا کا اسٹینڈرڈ ٹائم ۳۰ ر درجہ یعنی دو گھنٹہ آگے ہے گرینچ مین ٹائم سے۔ اسی طرح ہر ملک میں اپنا اپنا مرکزی ٹائم مقرر ہے۔

جغرافیکل نقطہ نظر سے دو شہروں کے وقت میں جو کئی میل کے فاصلے ہوتے ملک کی تمام گھڑیاں ایک ہی وقت ظاہر کرتی ہیں کیونکہ تمام ملک کی گھڑیاں اسٹینڈرڈ ملکی ٹائم سے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ ٹائم مقامی سہولتوں کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہوتا ہے۔

کلہ سر مدار العالمین

کا زائچہ پیدائش

از قلم۔ شاہ سید حکیم علی شہید نیر جعفری میاں آنولوی
آستانہ عثمانیہ قدریہ کچا کٹرہ آنولہ بریلی

سرکار بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار شاہ قطب المدار مدار العالمین کی پیدائش مصدقہ مورخین کی بحث و تمحیص سے یہ ثابت ہے کہ یکم شوال المکرّم بروز پیر صبح صادق شہر حلب ملک شام ۲۴۲ھ حضرت قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی جعفری بن سید بہاء الدین جعفری بن سید ظہیر الدین جعفری بن سید اسمٰعیل جعفری ثانی بن سید محمد جعفری بن سید اسمٰعیل جعفری بن سید امام جعفر صادق علیہ السلام بن سید الشہداء امام عالی مقام حسین علیہ السلام بن شاہ مرداں شیر یزداں مشکل کشا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کریم علیہ السلام کے گھر ہوئی۔ بعض مورخین نے ۲۴۲ھ ۱۸۷ھ بروز پیر صبح صادق لکھا ہے لیکن ہر مورخ نے پیر اور یکم شوال صبح صادق پر اتفاق کیا ہے۔ جس طرح سرکار دو عالم کی پیدائش مبارکہ کو پیر کا دن ہر مورخ نے تسلیم کیا ہے۔ اسی پیر کے دن کو لیکر حساب دانوں نے حساب لگایا کہ آیا ۱۲/ربیع الاول اس روز یعنی پیر کو مکہ مکرمہ عام فیل سے صبح صادق واقعی ۱۲/ربیع الاول بروز پیر ہے یا نہ؟ تو پایا کہ سرکار دو عالم کی پیدائش حساب دانوں کے نزدیک ۹/ربیع الاول بروز پیر یعنی ۲۲/اپریل ۵۷۱ء بکرمی سمت یکم جیٹھ ۶۲۸ تھی۔ دن پیر کا تھا۔ اگر آپ حساب داں ہیں تو آپ خود یہ فیصلہ کرلیں کہ یہ تاریخ درست ہے یا نہیں خیر مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ مدار پاک کی سن ہجری ۲۴۲ھ ہی درست ہے اور دیگر ہجری سالوں سنون میں پیر کا دن نہیں پڑ رہا ہے! کیونکہ تمام ہی اہل مدار کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مدار العالمین کی پیر کے دن عید کے دن یعنی یکم شوال مکرم کو ہی پیدائش ہے۔

آیئے دیکھیں کیسے..........................

یکم محرم الحرام ۲۴۲ھ بمطابق ۱۵/مئی بروز پیر ۸۵۶ھ کو تھا۔

سال	ماہ	دن
۸۵۶ء	۵	۱۵
شوال کے ۹ ماہ جوڑے		
۸۵۷ء آئے	۲	۱۵
		۱۰ نفی کئے

۵/فروری ۸۵۷ء آیا

یعنی یکم شوال المکرّم ۵/فروری بروز پیر ۸۵۷ء کو تھا۔

لوکل ٹائم: ملک کے ہر حصہ میں اور دنیا کے ہر شہر میں جتنا بھی فاصلہ دو شہروں کا ہوگا ان میں فاصلے کے لحاظ سے وقت کا فرق ہونا ضروری ہے۔ ہر درجہ طول بلد پر وقت کے اندر چار منٹ کا فرق پڑ جاتا ہے اس لئے سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ پیدائش کی جگہ کس طول بلد عرض بلد پر واقع ہے اور اس جگہ کا صحیح لوکل ٹائم کیا ہے؟ جب تک صحیح لوکل ٹائم معلوم نہ ہو سکے گا طالع بھی نہ نکل سکے گا۔

اب تمام امور جان لینے کے بعد۔ ایک اچھی سی اٹلس میں یہ تلاش کریں کہ ملک شام سیریا کا طول بلد کیا ہے اور شہر حلب (Aleppo) کا طول بلد۔ عرض بلد کیا ہے؟ اور ملک شام کا طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب کیا ہے۔ بس اس طلوع آفتاب سے دو گھنٹہ بائیس منٹ گھٹا دیں تو ملک شام کا صبح صادق نکل آئے گا۔ اس میں شہر حلب کے منٹ سکینڈ جوڑ دیں تو سرکار مدار پاک کا پیدائش صبح صادق نکل آئے گا۔

	ثانیہ	دقیقہ	درجہ	
شام کا طول بلد	٠٠	٠٠	٣٠	یہ ملک کا اسٹینڈرڈ درجہ ہے۔
حلب کا طول بلد	٠٠	١۵	٣٧	مشرق
دونوں شہروں کا فرق	٠٠	١۵	٧	

ایک درجہ برابر ۴ منٹ ایک دقیقہ برابر ۴ سیکنڈ

	سیکنڈ	منٹ	
	١۵	٧	
	۴× ضرب		
	٦٠	٢٨	

یعنی ۲۹ منٹ جمع شام کے صبح صادق میں کرنا ہے۔

ملک شام کا طلوع آفتاب ۶ بج کر ۳۳ منٹ ۵۳ سیکنڈ ہے۔ اس میں سے ۲ گھنٹہ ۲۲ منٹ ۵۳ سیکنڈ گھٹائے۔ صبح صادق آیا ۴ بج کر ۱۰ منٹ۔

۴ بج کر ۱۰ منٹ میں ہم نے ۲۹ منٹ جوڑے تو شہر حلب کا صبح صادق ۴ بج کر ۳۹ منٹ ہوا۔ اور یہ ایک درست وقت ہے۔

میرے نزدیک یہ وقت درست ہے کیونکہ طالع وقت اور سرکار مدار پاک کے حالات اس وقت سے میل کھاتے ہیں۔ آپ کو اختیار ہے جو صحیح وقت جانیں۔

تولدنامہ مدار پاک

نام	حضرت بدیع الدین
لقب	زندہ شاہ مدار
مرتبہ	قطب المدار
جنس	مذکر
تاریخ پیدائش انگریزی	۵ فروری ۸۵۷ء
اسلامی تاریخ	یکم شوال المکرم ۲۴۲ھ
ہندی تتھی	تیج ماہ پھاگن شکل پکش
بکرمی سمت	۹۱۳ سمت
شاکھا	۷۷۸ سمت
وقت پیدائش اسٹینڈرڈ	۴ بج کر ۱۰ منٹ
ملک	شام Syria
شہر	حلب Aleppo
طول بلد حلب	۳۷ درجہ: ۱۵ دقیقہ مشرق
عرض بلد حلب	۳۶ درجہ: ۱۰ دقیقہ شمال
تسلیم شدہ اسٹینڈرڈ ٹائم	۳۰ درجہ مشرق ملک شام

مقام پیدائش کا تفاوت	۲۹رمنٹ جمع	طالع وقت بطلیموسی	قوس
مقامی وقت پیدائش	۴ربج کر ۳۹رمنٹ صبح صادق	حاکم سیارہ طالع	مشتری
کوکبی وقت	۱۳رگھنٹہ ۴۰رمنٹ ۲۵رسیکنڈ	برج قمری	حوت
شہر حلب کا طلوع آفتاب	۷ربج کر:۱رمنٹ:۵۳رسیکنڈ	حاکم سیارہ قمری برج	مشتری
غروب آفتاب	۱۷ربج کر:۲۶رمنٹ ۲۳رسیکنڈ	منزل قمر	موخر قدم۔۳
تسلیم شدہ شامی آفتاب طلوع	۶ربج کر:۳۲رمنٹ:۵۳رسیکنڈ	حاکم منزل	زحل
غروب آفتاب	۱۶ربج کر:۵۷رمنٹ:۲۳رسیکنڈ	حرکتِ شمس	شمال
آئن درجہ	۷ردرجہ ۵۶ دقیقہ ۵رثانیہ	آئن	شمال
وقت پیدائش	۵۴رگھڑی:۲رپل:۴۸رپپل	موسم	سرما
شمسی برج یونانی	دلو		

جدول سیارگان

کواکب	برج	درجہ	دقیقہ	ثانیہ	منزل	حرف
طالع	قوس	۲۸	۸	۴	۲۲ذابح	ت
شمس	دلو	۹	۲	۵۳	۲۵اخبیہ	ذ
قمر	حوت	۱۱	۲۵	۱۸	۲۷موخر	ظ
مریخ	جوزا	۱۷	۲۸	۳۰م	۶ہقعہ	و
عطارد	جدی	۲۱	۲۵	۲۵راجع	۲۳بلع	ث
مشتری	قوس	۹	۲۰	۵۲م	۱۹اشولہ	ق
زہرہ	جدی	۱۴	۵۱	۵۶م	۲۳بلع	ث
زحل	سرطان	۸	۴۱	۱۵را	۸نثرہ	ح
راس	قوس	۲۳	۳۵	۲۶را	۵ہقعہ	ھ
ذنب	جوزا	۲۳	۳۵	۲۶را	۷ذراع	ز
یورینس	جوزا	۴	۲۸	۱۹را	۵ہقعہ	ھ
نیپچون	دلو	۳	۱۳	۵۹م	۲۴سعود	خ
پلوٹو	حمل	۶	۶	۴۴م	اشرطین	ا

زائچہ نُہ بہرہ
سرکار سرکاراں قطب المدار مدار العالمین

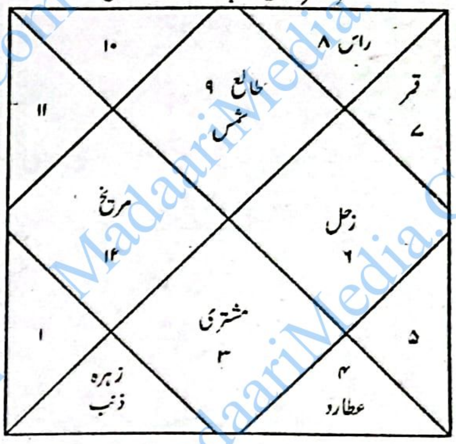

زائچہ قمری مدار العالمین

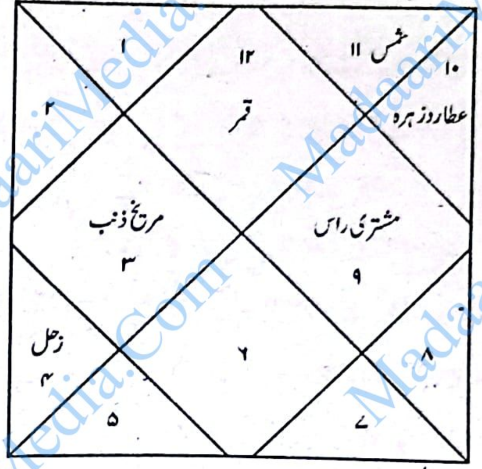

زائچہ ولادت کلاں سرسرکار مدار العالمین

یہ طالع وقت قطب المدار کا زائچہ ہے۔

زائچہ ولادت مدارِ پاک کے تعلقاتِ کواکب

کواکب	شمس	قمر	مریخ	عطارد	مشتری	زہرہ	زحل	راس	ذنب
شمس		اعلیٰ دوست	مساوی	دوست	اعلیٰ دوست	مساوی	اعلیٰ دشمن	مساوی	اعلیٰ دشمن
قمر	اعلیٰ دوست		دوست	اعلیٰ دوست	دوست	دوست	دشمن	مساوی	مساوی

مریخ	مساوی	اعلیٰ دوست		اعلیٰ دشمن	مساوی	دشمن	دوست	اعلیٰ دشمن	مساوی
عطارد	اعلیٰ دوست	مساوی	دشمن		دوست	مساوی	دشمن	دوست	دشمن
مشتری	اعلیٰ دوست	اعلیٰ دوست	مساوی	مساوی		مساوی	دشمن	دشمن	دشمن
زہرہ	مساوی	مساوی	دشمن	مساوی	دوست		مساوی	اعلیٰ دشمن	مساوی
زحل	اعلیٰ دشمن	اعلیٰ دشمن	مساوی	مساوی	دشمن	مساوی		مساوی	مساوی
راس	مساوی	مساوی	اعلیٰ دشمن	دوست	دشمن	اعلیٰ دوست	مساوی		اعلیٰ دشمن
ذنب	اعلیٰ دشمن	مساوی	مساوی	دشمن	دشمن	مساوی	مساوی	اعلیٰ دشمن	

دائرۃ البروج

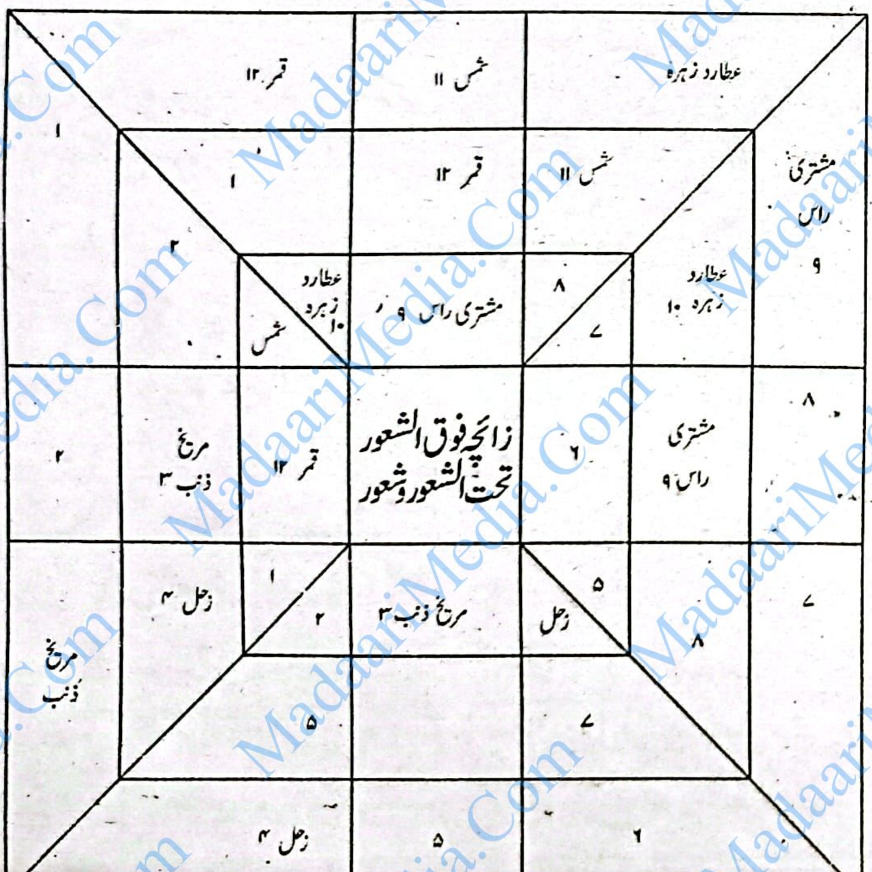

نظراتِ کواکب۔ کے آپس میں رشتے اور تعلقات کی جدول اور حظوظِ سبعہ کے زائچے آگے تحریر کروں گا فی الحال زائچہ نہ بُہرہ ہی درج کر رہا ہوں کیونکہ مدارالعالمین کے حالات زندگی پر یہ زائچہ کافی روشنی ڈالے گا لیکن زائچہ کلۂ سِر کو سمجھیں اور مدارالعالمین کی پوری سوانح عمری کو بغور مطالعہ فرمائیں۔ لیکن میں یہاں پہلے کچھ تاریخی حوالوں سے ۲۴۲ھ تک یعنی مدارالعالمین کی پیدائش تک کہاں کہاں مسلمان فاتح ہو چکے تھے اور وہ ملک کن کن علوم کے مرکز تھے۔ سِری علوم کا دور دورہ کہاں کہاں تھا۔ آیئے پہلے شہر حلب ملک شام کے بارے میں اختصار کے ساتھ کچھ جانیں:

ملک شام: اُس زمانے میں بھی جب اسلامی فتوحات کا دور تھا ایک ترقی یافتہ خوش حال ہرا بھرا علاقہ تھا۔ جب پہلی بار ریگستان میں زندگی گزارنے والے عرب دمشق کے سرسبز و شاداب علاقوں سے گذرے تو ان کو یہ محسوس ہوا جیسے وہ جنت میں آ گئے ہوں۔ ہر طرف سبزہ لہلہا رہا تھا فضا پھولوں کی خوشبو سے معطر تھی۔ ہوا میں دل موہ لینے والی ٹھنڈک اور تازگی موجود تھی۔ عرب سپاہیوں نے جب اس پر کیف فضا میں قدم رکھا تو ان کے دل مسرت سے جھومنے لگے۔ دمشق کے اونچے مینار اور خوش نما برج دور سے ایک خاص سماں پیدا کر رہے تھے۔ دور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ۱۶ھ بمطابق ۶۳۷ء میں شہر حلب بھی فتح ہو چکا تھا۔ حلب شام کا بہت بڑا صنعتی اور تجارتی شہر تھا۔ یہ شہر شیشہ کی صنعت کے لئے ساری دنیا میں مشہور تھا۔ کاروباری اور صنعتی مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں کے باشندے بیحد دولت مند تھے۔ مضبوطی کے اعتبار سے بھی یہ شام کے تمام شہروں سے زیادہ مستحکم خیال کیا جاتا تھا۔ یہ تین طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا اور ایک طرف کی فصیل اس قدر مضبوط تھی کہ اس کا توڑنا ناممکن تھا۔ یہ یوقنا اور یوحنا بھائیوں کے زیر اقتدار تھا۔ حلب شام کے شمالی حصے میں ہے۔ ملک شام کی زبان (سُریانی) تھی۔ اور حروف کی یہ ترتیب (سریانی) کہلاتی ہے۔ (ابجد ہوز حطی کلمن صعفص قرشت ثخذ ضظغ)

ملک مصر: مصر کا علاقہ بالکل شام سے ملا ہوا ہے۔ مصر کا دوسرا نام اس زمانے میں حمص تھا۔ مصر کی زبان اس وقت (قبطی) تھی اور اسکندریہ بھی اسی ملک میں تھا جو ۲۱ھ بمطابق ۶۴۲ء کو فتح ہو گیا تھا۔ اسکندریہ میں ایک بہت بڑا عظیم الشان کتب خانہ تھا۔ جس میں کئی لاکھ نایاب کتابیں تھیں۔ وہ سب مسلم فاتحین نے بحفاظت خلیفہ وقت کے حکم سے محفوظ رکھیں۔ مصر عجائبات میں سے ہے۔

ملک ایران: آتش پرستوں کا دیش تھا ۱۲ھ سے لیکر ۳۱ھ بمطابق ۶۵۲ء ایران سے لیکر آزربائیجان تک مسلم فاتحین مکمل قابض ہو چکے تھے۔ ایران کی زبان فارسی تھی۔

افریقہ: افریقہ کا جادو تو بہت مشہور ہے۔ وہاں کی ملکہ دابیہ بڑی جادوگرنی تھی۔ جو کاہنہ کے نام سے مشہور تھی۔ بربری قوم اور رومی دونوں اس کو پیغمبروں کی طرح احترام کرتے تھے۔ پورے افریقہ اور طرابلس ٹیونس الجیریا اور مراکش میں ۸۴ھ بمطابق ۷۰۳ء نہایت ہی مضبوط اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔

روسی ترکستان صفانیان شومان اور کھدیان فرغانہ شست خشک بخارہ شہر بیکند سمرقند ۹۷ء تک فتح ہو کر اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اسی زمانے میں خاقان چین بھی مسخر ہو چکا تھا۔ اسپین پرتگال جنوبی فرانس اور ہندوستان کے بیشتر حصوں پر اسلامی پرچم لہرا چکا تھا۔ ۱۰۵ھ سے لیکر ۱۲۵ھ کے درمیان ہی ان بزرگوں کا

وصال ہوا ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام بن امام زین العابدین کا ۱۱۴ھ حضرت حسن بصری حضرت حبیب عجمی علیہ رحمہ کا وصال اسی دور میں ہوا ہے۔ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں حضرت امام محمد حنفیہ بن علی نے تحریک علوی کی بنیاد ڈالی۔ حضرت امام محمد بن حنفیہ بن علی کے وصال کے بعد جب ان کے صاحبزادے امام ابوہاشم جانشین مقرر ہوئے تو عاشقانِ اہل بیت نے جو زیادہ تر عجمی تھے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ حضرت امام ابوہاشم اپنی اس انقلابی تحریک کو ملک شام میں پھیلانے کی غرض سے دمشق گئے تو اموی سلطان سلیمان بن عبدالملک نے ان کو ۱۰۰ھ میں زہر دلوادیا۔ شام جیسے غیر اور دور دراز ملک میں حضرت امام ابوہاشم علوی کا کون رکھا تھا۔ لے دے کر وہاں بس ان کے چچازاد بھائی محمد بن علی عباس موجود تھے۔ یہ عبداللہ بن عباس کے صاحبزادے تھے۔ زہر کے اثر سے جب ابوہاشم کی حالت زیادہ خراب ہوئی اور ان کو اپنے بچنے کی امید باقی نہ رہی تو انہوں نے اپنے چچازاد بھائی محمد بن علی عباس کو اپنا جانشین نامزد کردیا اور اپنے تمام خراسانی ایرانی عراقی متبعین کو ہدایت کردی کہ وہ ان کے انتقال کے بعد محمد بن علی عباس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں چنانچہ تمام عاشقانِ اہل بیت نے امام ابوہاشم کے انتقال کے بعد محمد بن علی عباس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس طرح خلافت اور امارت کا استحقاق حضرت علی کی اولاد سے حضرت عباس کی جانب منتقل ہوگیا۔ المختصر محمد بن علی کے انتقال کے بعد ۱۲۶ھ میں ان کے صاحبزادے امام ابراہیم عباسی جانشین مقرر ہوئے ان کو مروان آخری بادشاہ بنی امیہ نے گرفتار کرا کے قتل کرادیا۔ امام ابراہیم کی موت کے بعد ان کا چھوٹا بھائی ابوالعباس عبداللہ سفاح جانشین مقرر ہوا۔ اس طرح بنی عباس کی حکومت ۱۳۲ھ میں ابوالعباس سفاح سے شروع ہوئی۔

شہر بغداد کی بنیاد ۱۴۰ھ میں عباسی خلیفہ منصور نے رکھی۔ بغداد کی تعمیر میں دس سال لگے۔ بغداد کو دائرہ کی شکل میں ایک نہایت ہی خوشنما نقشہ پر تیار کیا گیا تھا۔ بغداد نہایت ہی وسیع رقبہ میں پھیلا ہوا تھا جس کے اردگرد ایک سوفٹ اونچی دوہری شہر پناہ تھی جو پتھر سے تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے بعد وسیع خندق تھی۔ شہر پناہ کی چاروں سمتوں میں آسمان سے باتیں کرتے ہوئے چار پھاٹک تھے۔ ان پھاٹکوں پر ڈیڑھ سوفٹ بلند گنبد اور شہ نشین تھی۔ شہر کی آبادی میں ہر قبیلہ اور ہر طبقہ کے محلے الگ الگ تھے اور مختلف چیزوں کے بازار جدا جدا تھے۔ بے شمار گلیاں اور سڑکیں تھیں۔ سڑکوں کی چوڑائی ۱۲۵رفٹ تھی۔ ہر گلی اور ہر سڑک کا نام متعین کردیا گیا تھا۔ دریائے دجلہ سے کاٹ کر نہریں بغداد میں لائی گئی تھیں۔ جو بغداد کے اندر باغات کو سیراب کرتی تھیں۔ جن سے شہر بغداد کی خوشنمائی دوبالا ہوگئی تھی۔ الغرض ۱۹۴ھ تک دور خلافت عباسیہ میں علوم وفنون کی ترقی عروج پر تھی۔ اس دور نے اسلامی دنیا کو علوم وفنون سے مالا مال کردیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے اسی عہد میں فقہ کی تدوین کی۔ حضرت امام مالک نے موطا لکھی۔ علم نجوم میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ علم نجوم پر بہت سی کتابیں تالیف کی گئیں اور بہت سی غیر ملکی کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ جن میں سے ایک سنسکرت کی کتاب (سدہانت) بھی ہے۔ عربی زبان میں ترجمہ کرا کے اس کتاب کا نام (سند ہند کبیر) رکھا گیا۔ اسی دور میں یونانی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔

حکیم جرجیس نے فن طب کی کئی کتابوں کے ترجمے

کیے۔ حکیم سقراط اور جالینوس کی کتابوں کے بھی ترجمے کیے گئے۔
حکیم ارسطالیس کی کئی مشہور کتابوں کا ترجمہ اسی زمانے میں ہوا۔ فارسی زبان کی بہت سی مشہور کتابوں کو اسی زمانے میں عربی زبان کا جامہ پہنایا۔ (بیت الحکمت) نام سے تصنیف و تالیف اور ترجمہ کے لئے ایک بہت بڑا ادارہ قائم اسی زمانہ میں ہوا۔ جس میں بڑی بڑی تنخواہوں پر بے شمار مصنفین علما اور مترجمین کام کرتے تھے۔ اس ادارہ کے ذریعہ یونانی و فارسی سنسکرت اور دوسری زبانوں کی ہزاروں کتابوں کے ترجمے ہوئے۔ بہت سی نئی کتابیں لکھی گئیں اور نئے علوم کی طرحیں پڑھیں۔ اسی لئے عباسی حکومت کا دارالخلافہ بغداد جس کو (مدینۃ العلوم) کہا جاتا تھا۔ صدیوں تک دنیا میں علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز بنا رہا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ رحمہ کا وصال ۱۷۹ھ میں ہوا۔ حضرت موسیٰ کاظم علیہ رحمہ کا وصال ۱۸۳ھ میں ہوا۔ مامون بن ہارون رشید ۱۹۸ھ خلیفہ منتخب ہوا اور ۲۱۸ھ کو وفات ہوئی۔ مامون کی علمی خدمات رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔ مامون نے یورپ کے بادشاہوں سے دوستانہ تعلقات قائم کر کے حکیم افلاطون حکیم ارسطالیس حکیم بقراط حکیم جالینوس اور اقلیدس بطلیموس وغیرہ کی نادر کتب حاصل کیں ان کے ترجمے کرائے اور اس کے بعد ان کی تعلیم شروع کر کے ان علوم سے مسلمانوں کو روشناس کرایا۔ مامون نے اپنے کچھ نمائندوں کو قیصر روم کے پاس نادر کتب حاصل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان نمائندوں کے وہاں پہنچنے پر قیصر روم نے کتابوں کی تلاش شروع کی تو پتہ چلا کہ ایک مقام پر قسطنطین نے تمام یونانی کتابیں مقفل کر دیں ہیں اور ان کے پڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے بلکہ ہر نیا بادشاہ جب تخت نشین ہوتا ہے تو اپنی طرف سے یہ اس کتب خانہ پر ایک نیا تالا لگا دیتا ہے۔ قیصر روم نے امرائے سلطنت اور مذہبی پیشواؤں سے کہا کہ جب یہ کتابیں ہمارے کام کی نہیں ہیں تو اگر اسلامی ملک کو بھیج دی جائیں تو کیا حرج ہے۔ اس پر مذہبی رہنماؤں نے جواب دیا کہ ضرور بھیجی جائیں کیونکہ یہ علوم جس مذہب میں بھی داخل ہوتے ہیں ان کی بنیادیں ہلا دیتے ہیں۔ اگر یہ اسلام میں داخل ہوگئے تو ہمارا مقصد حل ہو جائے گا۔ چنانچہ مقفل کتب خانہ کھولا گیا۔ اس میں بے شمار یونانی کتابیں نکلیں اور وہ سب کی سب مامون کی خدمت میں روانہ کر دی گئیں۔ مامون نے ان سب کا ترجمہ کرا دیا اور ان ترجموں سے عربی لٹریچر مالا مال ہوگیا۔ ان کتب کے علاوہ مامون نے فارسی زبان سریانی زبان سنسکرت اور لاطینی زبانوں کی نادر کتابوں کے ترجمے کرائے تھے۔

علم ہیئت کو بھی مامون کے دورِ حکومت میں خوب ترقی ہوئی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں پہلی مرتبہ کرۂ ارض کی پیمائش ہوئی اور رسدگاہیں قائم کی گئیں۔ آلات رصد ایجاد کئے گئے۔

میرا ذہن مجھ کو صداقت کے جس آخری فیصلہ پر پہنچاتا ہے اور سچائی کی جو راہ دکھاتا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ میری ذہنی تربیت اور عادتوں کا نتیجہ ہے یا واقعی وہی سچ ہے اور صداقت ہے حق اور باطل سچ اور جھوٹ پر دنیا کا کبھی اتفاق نہیں ہوا جس کی اصلی بنیاد ذہنی تربیت، رسم و رواج اور عادتوں کا اختلاف ہے۔ لیکن دنیا میں سچا اس کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کے واقعی حالات کو اپنی طاقت کے مطابق اور اپنے ذہن کو غیر جانب دار بنا کر سمجھے اور پھر سمجھ کے مطابق بیان کرے۔ لہذا میرا یہی فرض ہے کہ میں اپنے ذہن اور عقل کو غیر جانبدار بنا کر سچائی اور صداقت خلوص اور

نیک نیتی کے ساتھ مدار العالمین کے زائچہ پیدائش جو یکم شوال بروز پیر صبح صادق شہر حلب ۲۴۲ھ بمطابق ۵؍فروری بروز پیر ۸۵۷ھ بوقت ۴؍بج کر ۳۹؍منٹ کا میں نے ترتیب دیا ہے اس پر غور کروں ۔محترم قارئین ! آپ سے میں یہ عرض کرتا چلوں جس راستہ کی طرف میری عقل رہبری کررہی ہے اس کو ہی پیش کرنے کی جسارت کررہا ہوں ۔قارئین کرام میرے اس مضمون کو بغور مطالعہ کے بعد مدار پاک کی ۵۹۶؍سالہ زندگی کو سمجھنے کے لئے روشنی کی ایک کرن آپ کو مل جائے گی انشاء اللہ۔

آیئے مدار العالمین سے قبل آپ کے دادا جان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر بھی کچھ روشنی ڈالیں کیونکہ مدار پاک کو سمجھنے کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پڑھنا بیحد ضروری ہے۔

یہ تو لکھ ہی چکا ہوں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام ۸۳ھ یوم جمعہ ۱۷؍ربیع الاول مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے ۱۲؍سال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ اور ۳۱؍سال حضرت امام باقر علیہ السلام کے ساتھ زندگی کے دن گزارے اور شہادت ۱۴۸ھ زہر سے ہوئی۔منصور نے قید خانہ میں زہر دلوا کر شہید کرا یا تھا۔

حضرت امام جعفر علیہ السلام کی علمی بلندی

:-یہ ظاہر ہے کہ علم ہی انسان کا وہ جوہر غیر فانی ہے جس کے بغیر حقیقی امتیاز حاصل نہیں ہوتا۔حضرت آدم علیہ السلام نے علم کے ذریعہ سے ملائکہ پر فضیلت حاصل کی اور آپ کے اس طرز عمل سے ناگزیر طور پر یہ واضح ہوگیا منصوص من اللہ کو عالم جید ہونا لازمی ہے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام چونکہ صحیح طور پر منصوص من الاولیاء تھے لہذا آپ کا عالم زمانہ ہونا لازمی تھا۔اور یہی وجہ ہے کہ آپ علم کے ان مدارج پر فائز تھے۔ جن کے عرش بلند پایہ کو پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا۔علامہ شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی مطالب استول کے صفحہ ۲۷۳؍میں لکھتے ہیں هو من عظماء اهل البيت وماويهم ذوعلوم جامع ....ينبع معانى القرآن الكريم ويستخرج من بحره جواهر ويسنج عجائب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اہل بیت اور سادات کی عظیم ترین ہستی ہیں۔آپ مختلف قسم کے علوم سے بھر پور ہیں۔اور آپ ہی کے بحر علم سے علوم کے موتی نکالے جاتے ہیں اور عجائب کا انکشاف ہوتا ہے۔علامہ ابن حجر مکی صوائق محرقہ کے صفحہ ۱۲۰؍پر تحریر کرتے ہیں کہ علماء نے آپ سے اس قدر علوم نقل کئے ہیں جس کی کوئی حد نہیں اور آپ کا آوازۂ علم امصار و دیار میں پھیلا ہوا ہے۔آپ کی تصانیف کا شمار نہیں کیا جا سکتا، تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بیشمار کتابیں، رسالے مقالات سے دنیا والوں کو فیضیاب فرمایا ہے۔آپ چونکہ علوم میں غیر محدود تھے اس لئے آپ کی کتابیں ہر علم میں ملتی ہیں۔آپ نے علم دین، علم کیمیا، علم لیمیا، علم ہیمیا، علم سیمیا، علم ریمیا، علم رجز، علم فال، علم طبعیات، علم ہیئت، علم منطق، سمیات، علم تشریح الاجسام و افعال الاعضاء، علم الہیات وغیرہ وغیرہ میں خامہ فرسائی کی ہے۔

ہم یہاں صرف کتاب جامع جفر کا تھوڑا سا ذکر کرنا چاہیں گے۔

کتاب جفر و جامعہ کے متعلق علماء کے بیانات جدا جدا ہیں۔مولوی وحید الزماں صاحب حیدر آبادی اپنی کتاب انوار اللغۃ کی جلد ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دو کتابیں لکھوادی تھیں۔ایک کتاب

جفر، دوسری جامعہ۔ایک کتاب بکری کی کھال پر تھی دوسری بھیڑ کی کھال پر اور اس میں قیامت تک جتنی باتیں ہونے والی ہیں وہ سب مجملاً لکھوا دی تھیں۔سید شریف نے شرح مواقف میں نقل کیا ہے کہ جفر اور جامعہ دو کتابیں ہیں جو حضرت علی کے پاس تھیں ان میں از روئے قواعد علم حروف وتکسیر بڑے حوادث کا بیان تھا جو قیامت تک ہونے والے تھے اور آپ کی اولاد میں جو امام گزرے ہیں وہ انہیں کتابوں کو دیکھ کر اکثر امور کی خبر دیتے تھے۔

ابن قتیبہ نے ادب الکاتب میں لکھا ہے کہ کتاب الجفر جامع حضرت امام جعفر علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہے اس میں وہ تمام چیزیں ہیں جو قیامت تک دنیا میں رونما ہوں گی۔تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جفر وجامعہ کے علاوہ جفر، جفرِ احمر، جفرِ ابیض اور مصحفِ فاطمہ کے بھی مالک تھے۔

علامہ جامی شواہد النبوت میں صفحہ ۱۸۷ میں اور علامہ اربلی کشف الغمہ صفحہ ۹۷ میں لکھتے ہیں "کان الصادق یقول علملنا غابر ومذبور ونکت فی القلوب ونقر فی الاسماع "حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ہمیں آئندہ اور گذشتہ کا علم اور الہام کی صلاحیت اور ملائکہ کی باتیں سننے کی طاقت دی گئی ہے۔

یوں تو حضرت امام کے ہزار ہا شاگرد تھے لیکن ان سب میں جابر بن حیا صوفی طرطوسی جنہوں نے ہزاروں ورق کی کتاب تالیف کی تھی جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پانچ سو رسالوں کو جمع کیا تھا، جابر بن حیا کو علم طبیعات اور کیمیا میں تقدم حاصل ہے ان علوم میں اس نے شہرہ آفاق کتابیں لکھی ہیں۔

۷ / ربیع الاول بروز جمعہ ۲۳۲ھ مدینہ منورہ میں حضرت امام حسن عسکری کی پیدائش ہوئی اور ۲۶۰ھ کو شہادت ہوئی۔

۲۳۲ھ کو متوکل مسند خلافت پر بیٹھا۔اس کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وامام حسن وامام حسین اور اہل بیت کے ساتھ اس حد تک عناد بڑھا ہوا تھا کہ اس نے ۲۳۶ھ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک اور اس کے ارد گرد کے تمام مقابر منہدم کرا کے وہاں کھیتی کرا دی تھی اور زیارت کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔اہل بیت اور آل علی سے دشمنی کے نتائج یہ ہوئے کہ اس کے دور حکومت میں ارضی وسماوی بلائیں نازل ہوئیں۔اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھیں۔۲۳۲ھ میں عراق میں ایک ایسی خوفناک گرم ہوا چلی کہ جس سے کوفہ وبصرہ بغداد اور دوسرے شہروں کی کھیتیاں جل گئیں، بازار بند ہو گئے اور راستے ویران ہو گئے۔ "ہمدان" تک اس خوف ناک ہوا کا اثر تھا۔یہ خوف ناک ہوا دو مہینہ تک چلتی رہی جس سے کہ بیشمار آدمی ہلاک ہو گئے۔ "عسقلان" آگ لگنے سے بالکل تباہ ہو گیا۔۲۴۰ھ میں حلاطہ میں ایک خوفناک چیخ سنی گئی جس کی دہشت سے ہزار ہا آدمی ہلاک ہو گئے۔عراق میں انڈے کی برابر اولے پڑے جن کی وجہ سے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔۲۴۱ھ میں دمشق سے انطاکیہ تک ایسا خوفناک زلزلہ آیا کہ ہزاروں عمارتیں زمین بوس ہو گئیں۔پچاس ہزار آدمی اس زلزلے سے لقمۂ اجل ہوئے۔شام، فارس، خراسان اور یمن کے علاقے بھی اس زلزلے کی زد میں تھے۔زلزلے کے جھٹکوں کے ساتھ ایسی خوفناک آوازیں پیدا ہوتی تھیں کہ دل دہل جاتے تھے۔۲۴۱ھ میں ہی حضرت امام حنبل کی وفات ہوئی۔

اب ذرا جگر تھام کے بیٹھو اصل مقصد کی طرف یہ گنہگار حکیم نیّر جعفری آپ سے مخاطب ہونے جا رہا ہے۔

۲۴۲ھ میں ٹیونس، رے، خراسان، نیشاپور، طبرستان اور اصفہان میں بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ زمین شق ہوگئی اور پانچ پانچ کلوگرام کے پتھر آسمان سے برسے۔ بہت سے قلعے اور مکانات برباد ہوگئے۔ مکہ کے چشمے سوکھ گئے۔ غرض کہ کئی سال تک اس کے دور حکومت میں تباہی وبربادی رہی جو کبھی ایسی نہ دیکھی گئی تھی اور یہیں سے خلافت عباسیہ کا زوال شروع ہوا۔ قارئین کرام! یہ تو آپ خوب ہی سمجھ چکے ہوں گے کہ یہ تمام واقعات اور علوم کی تحقیقاتیں سب پیدائش مدار پاک سے پہلے ہوئی ہیں یعنی اس وقت تک جب آپ پیدا ہوئے تو اس خطے میں علوم کے خزانے بے بہا تھے۔ کلۂ سرِ مدار العالمین کے والد حضرت سید قدوۃ الدین علی حلبی چونکہ جعفری تھے لامحالہ آپ تک آپ کے جد کا علم ضرور بالضرور پہنچا ہوگا۔ آیئے اس واقعہ کے فوراً بعد مدار پاک کے زائچہ پیدائش کی طرف رخ کریں گے کیونکہ یہ واقعہ آپ کو مدار العالمین کی پیدائش میں دلچسپی پیدا کرے گا۔ جناب مولانا شیخ یوسف بحرینی اخباری نے انیس الخاطر میں لکھا ہے بحوالہ مجمع البحرین سے کہ اسکندر ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے وہ ایک بادشاہ اور نیک بندے تھے سبا بن یعرب بن قحطان حمیری کی اولاد میں، انہیں اسکندر نے سد یاجوج ماجوج بنائی یہ ہی ظلمات تک پہنچے اور حضرت خضر علیٰ نبینا و آلہ وعلیہ السلام انہیں کے ساتھ تھے۔ حضرت خضر اور اسکندر کی ولادت کا حال اس طرح رقم ہے۔ قارئین کرام ماہنامہ دم مدار! غور فرمائیں کہ حضرت سکندر ذوالقرنین کے والد علم نجوم میں بڑے کامل اور ماہر اور تاثیرات کواکب کے عالم وعامل تھے۔ انہوں نے بباعث کمال علم چاہا کہ ایک ساعت ایسی تلاش کریں بحساب نجوم

کہ اگر اس ساعت میں نطفہ شکم مادر میں قرار پائے تو وہ لڑکا علم نامتناہی اور عمر طولانی درگاہ باری تعالیٰ سے پائے اور تا قیامت زندہ رہے۔ علم وحکمت میں کوئی اس کا مثل ونظیر دنیا میں نہ ہو۔ لہٰذا انہوں نے علم نجوم میں نظر کی اور حساب کرکے یہ معلوم کیا کہ وہ ساعت گھڑی وقت یا ٹائم چالیس سال کے بعد آئے گی۔ اسی خیال میں رات رات بھر گردش سیارگان کو دیکھتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ چالیس برس گزرے اور وہ ساعت قریب آئی تو اس شب انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھ کو ہر روز کی شب بیداری نے کمزور کردیا ہے۔ اس وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہے۔ میں جاگ نہیں پا رہا ہوں۔ ایک ساعت گھنٹہ بھر آرام کرلوں۔ آپ جاگتی رہنا، اور آسمان کی طرف دیکھتی رہنا، جب بالائے فلک اس مقام پر مشتری ستارہ طلوع کرے تب مجھے جگا دینا کہ اس وقت میں تمہارے ساتھ ہمبستر ہوں گا کیونکہ اس ساعت گھڑی میں جو نطفہ شکم مادر میں قرار پائے گا وہ نہایت عمر دراز ہوگا اور تا قیامت زندہ رہے گا۔ یہ کہہ کر سکندر کے والد سو گئے اور یہ تمام باتیں جو سکندر کے والد نے اپنی بیوی سے کی تھیں بیوی کی بہن سن رہی تھی اس نے فوراً جاکر اپنے شوہر سے بیان کیں اور وہ دونوں میاں بیوی اس گھڑی ساعت کا شدت سے انتظار کرنے لگے، ساعت آنے پر ہم صحبت ہونے اور حضرت خضر علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ان کے شکم میں جلوہ افروز ہوئے پھر جب سکندر کے والد نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ وہ ستارہ اس مقام سے گزر کر دوسرے برج میں پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی نہایت غصہ ہوکر اپنی بیوی سے کہنے لگے تو نے مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اس نے شرمندہ ہوکر کہا واللہ مجھ کو حیا دامن گیر ہوئی۔ شوہر نے کہا کیا تو نہیں جانتی تھی کہ میں اس

ساعت کا چالیس برس سے منتظر تھا۔ واللہ تو نے میری عمر کو ضائع کیا۔ خیر اب اس وقت ایک اور ستارہ طلوع ہونے والا ہے۔ اس کے طلوع ہونے کے وقت جو لڑکا اپنی ماں کے پیٹ میں آئے گا وہ تمام دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ بس جب وہ ستارہ طلوع ہوا۔ دونوں ہم صحبت ہوئے اور حضرت سکندر ذوالقرنین شکم مادر میں آئے اور بعد پیدا ہونے کے تمام دنیا کے مالک ہوئے اور حضرت خضر اور سکندر ایک ہی شب شکم مادر میں آئے اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت خضر علیٰ نبینا علیہ السلام کو علم کثیر اور عمر طویل بارگاہ رب جلیل سے عنایت ہوئی۔

شاید قارئین ماہنامہ دم مدار اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ جب پورا ماحول ہی تعلیم کا تھا اور پورا گھرانہ ہی اہل بیت کا تھا تو مدار پاک کی پیدائش کے کواکب یعنی ۲۴۲ھ یکم شوال بروز پیر صبح صادق بمطابق ۵/فروری بروز پیر ۸۵۷ء اسٹینڈرڈ ٹائم ۴/بج کر ۱۰/منٹ ملک شام شہر حلب پر کیا نظرات بنا رہے ہیں۔ اس وقت کی پیدائش کیسی ہوگی۔ اس وقت مولود جو ہوا اس کی سیرت کیسی ہوگی صورت کیسی ہے عمر کتنی ہوگی دنیا میں کیا کرے گا یہ تمام معلومات زائچہ پیدائش حضرت سرکار بدیع الدین مدار العالمین سے کی جاسکتی ہیں۔ آئیے ایک بار پھر سیارگان کو دیکھیں۔

کلہ، سرمدار کی پیدائش کے وقت

طالع وقت برج قوس ۲۸/درجہ ۸/دقیقہ ۴/ثانیہ ۲۲ ویں منزل ذابح حرف ''ت'' پر تھا۔

شمس برج دلو کے ۹/درجہ ۲/دقیقہ ۵۳ ثانیہ ۲۵ ویں منزل اخبیہ حرف ''ذ'' پر تھا۔

قمر برج حوت کے ۱۱/درجہ ۲۵/دقیقہ ۱۸/ثانیہ ۲۷ ویں منزل موخر ''ظ'' پر تھا۔

مریخ برج جوزا کے ۱۷/درجہ ۲۸/دقیقہ ۳۰ ثانیہ مستقیم ۶ ویں منزل ہقعہ حرف ''د'' پر تھا

عطارد برج جدی کے ۲۱/درجہ ۲۵/دقیقہ ۲۵/ثانیہ راجع ۲۳ ویں منزل حرف ''ث'' پر تھا

مشتری برج قوس کے ۹/درجہ ۲۰ دقیقہ ۵۲/ثانیہ مستقیم منزل ۱۹/ویں شولہ حرف ''ق'' پر تھا

زہرہ برج جدی کے ۱۴/درجہ ۵۱/دقیقہ ۵۶ ثانیہ مستقیم منزل ۲۳ ویں بلع ''ث'' پر تھا۔

زحل برج سرطان کے ۸/درجہ ۴۱/دقیقہ ۵/ثانیہ راجع ۸ ویں منزل نثرہ حرف ''ح'' تھا

راس برج قوس کے ۲۳/درجہ ۳۵/دقیقہ ۲۶/ثانیہ راجع ۲۰ ویں منزل حرف ''ز'' تھا

ذنب برج جوزا کے ۲۳/درجہ ۳۵/دقیقہ ۲۶/ثانیہ راجع ۷ ویں منزل حرف ''ز'' پر تھا۔

یورنیس برج جوزا کے ۴/درجہ ۲۸/دقیقہ ۹/ثانیہ راجع ۵ ویں منزل حرف ''ھ'' پر تھا۔

نیپچون برج دلو کے ۳/درجہ ۱۳/دقیقہ ۵۹/ثانیہ مستقیم ۲۴ ویں منزل حرف ''خ'' پر تھا۔

پلوٹو برج حمل کے ۶/درجہ ۶/دقیقہ ۴/ثانیہ مستقیم پہلی منزل شرطین حرف ''ا'' پر تھا۔

اب آپ خوب سمجھ چکے ہوں گے کہ کون سا حرف کس منزل برج کے تحت شہر حلب کے ٹائم کے مطابق صبح صادق ۴/بج کر ۳۹/منٹ پر طلوع تھا۔ صاحب بصیرت فوراً پہچان گئے ہوں گے کہ اس وقت کون سا موکل، کون سا اعوان، کون سا نوری جنات، کون سا اسفلی جنات صاحب ڈیوٹی تھا۔ جب مدار پاک تخلیق عمل میں تھے

MadaariMedia.Com

یہ بات اور بتاتا چلوں کہ صاحب علوم الحروف نے یہ موکلات جنات ہزار ہا سالوں سے مقرر کر رکھے ہیں۔ یہ کسی حساب سے نہیں نکالے جاتے۔ اب آیئے ان حروف سے مدار العالمین کے بارے میں معلوم کریں:

حرف	ت	ذ	ظ	ث	و	ق	ث	ر	ح	ز	ا	ھ	خ
نظیرہ	ح	ک	م	ط	ر	ھ	ط	ر	ح	ش	ا	ھ	ی

جواب: حکم طرہ طرح شاہی

تشریح: اس مولود کا حکم شاہوں کی طرح ہوگا طرہ بمعنی پگڑی عزت یعنی عزت بھی شاہی مرتبہ کی طرح ہوگی: نظیرہ بھی بتاتا چلوں ابجد کے دائرے سے ہر پندرہواں حروف نظیرہ ہوگا۔

ان سے کہا میں نے دے دیجئے مجھے ابجد کے دائرے سے نظیرہ ''عراق'' کا

دائرہ ابجد

اساس	ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
نظیرہ	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ

زائچہ ولادت مدار پاک

زائچہ ولادت کلہ سر سرکار مدار العالمین

یہ طالع وقت قطب المدار کا زائچہ ہے۔

یوں تو میں پچھلے اوراق میں زائچہ مدار تحریر کر چکا ہوں لیکن آپ کو علم نجوم کی معلومات سے بھی روشناس کراتا رہوں۔ آیئے زائچہ پیدائش مدار پاک سے کلہ سر مدار پاک کا حلیہ مبارک جانتے ہیں۔ زائچہ کے اندر پہلا گھر قوس ہے اور اس میں مشتری موجود ہے یعنی مشتری اپنے گھر میں ہے اور بہت ہی قوت میں ہے........(یعنی خداوند طالع) ہے۔ اس دلیل سے آپ کا

حلیہ مبارک

آپ کا لمبا قد تھا۔ خوش وضع نقش اور خوبصورت اعضاء تھے۔ چہرہ مبارک کچھ لمبا اور بیضوی، لمبی گردن، بال سنہرے سرخی مائل، بڑی اور موثر سیاہ نیلی یا بھوری نمایاں عمدہ دل نشین آنکھیں تھیں، کمان دار ابرو، اونچی پیشانی تھی، لمبی ناک جو کچھ کچھ عقابی قسم کی تھی۔ کان بڑے اور دانت مروارید جیسے تھے۔ آپ کا بھرا ہوا جسم تھا۔ جاذب نظر اور قوی ہیکل شخصیت تھے۔ آپ کی جلد ملکوتی پیکر یعنی سفید پوست تھے۔ مشتری زائچہ کے پہلے خانہ میں ہونے سے یہ اشارہ دیتا ہے کہ سرکار بدیع الدین قطب المدار کے خصائل میں زندہ دلی، خوشی رجائیت (یہ رجحان کہ ہر معاملہ کا انجام اچھا ہی ہوگا) پرامیدی فیاضی، کریمی، عالی ہمتی، فراخ دلی اور ایک امیر پر از منفعت ذہن کی تخلیق، تونگری تھی۔ مشتری اپنے بروج میں حاکم اور سعد حالت میں مدار پاک کے زائچہ کے پہلے گھر میں ہے اس لئے آپ بہت نڈر، باہمت وطاقتور، اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں، محکم یقین محقق ہوں گے۔ آپ سچ کو ہی پسند فرمانے والے تھے۔ اپنے اصولوں پر باضد رہنے والے، انصاف کیلئے کام کرنے والے منصف بہت ہی بے خوف بہادر ہستی، ہمیشہ جدید اور اونچی تعلیم سے تحصیل علوم کی کوشش میں مصروف رہنا ہی شغل ہوگا۔ آپ میں ایسا ادراک کہ کسی بھی مجلسی مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت وقوت تھی۔ آپ کی قوت حافظہ بہت مضبوط تھی آپ نئے نئے خیالوں کے حاکم تھے۔ مشتری کی کرنیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ آپ میں عبادت کرنے کا ذوق عام انسان سے کہیں زیادہ تھا ساتھ میں مشتری کے راس بھی ہے یہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی تسخیر میں چرند درند ہوں گے۔ مشتری خوش قسمتی کا ستارہ ہے جو دن دونی رات چوگنی روحانی مدارج طے کرنے کا باعث بنتا ہے۔ زائچہ میں سعد ہو تو یہ شرافت، خلوص، نرم دلی، مذہبی رجحانات، وفاداری اور عزت وتوقیر، حصول علم، طویل زندگی، شہرت اور عمدہ صحت دیتا ہے مشتری کو عموماً محسن اعظم کہا جاتا ہے۔

اب دیکھئے، شمس آپ کے زائچے کے تیسرے خانہ میں ہے۔ اگر شمس بچے کی پیدائش کے وقت زائچہ میں تیسرے خانہ میں ہو تو تمام علاقے اور شہر اور گھر کی نحوست برطرف ہو اور مال خانہ داری ہمیشہ آسودہ رہے۔ خانہ سوم میں آفتاب نیک ہوتا ہے۔ اگر ماہتاب (قمر) خانہ چار میں برج حوت میں ہو تو مولود برادر اور قبیلہ پرور سواری گھوڑا پالکی وغیرہ سے آسودہ رہے خوشبو، عطریات سے رغبت رہے عاقل وعالم حافظِ قرآن دیندار دراز عمر ہو اور قمر مدار پاک کے زائچہ میں چوتھے گھر میں ہے یہ چوتھا گھر سفر سے بھی تعلق رکھتا ہے چونکہ مدار پاک کے زائچہ کا چوتھا گھر آبی حوت ہے۔ جو بحری سفر سے متعلق ہے۔

دلیل ۔ اگر زحل یا مریخ سیارہ زائچہ میں طالع وقت یا پھر ساتویں گھر میں ہو تو جملہ مفکرین نجوم کا اتفاق ہے کہ پدر مولود اپنے مکان میں وقت پیدائش نہ ہوگا لہذا زائچہ مدار پاک کے ساتویں خانہ میں منگل موجود ہے۔ یہ قوی امکان ہے کہ مدار العالمین کے والد

بزرگوار سید علی حلبی پیدائش مدار کے وقت اپنے مکان پر نہیں ہوں گے۔

دلیل۔طالع وقت ثابت ہو تو پدر مولود اپنے گھر میں ہوگا؟؟

اگر طالع وقت ذوجسدین ہو تو پدر مولود قریب اپنے گھر کے خواہ اندر محلّہ کے ہوگا؟؟ لہٰذا سرکار مدار پاک کا طالع وقت ذوجسدین برج قوس جس کا حاکم مشتری تھا۔قوی امکان ہے کہ اس وقت والد مدار پاک مسجد کے اندر عبادت میں مصروف تھے۔

طالع وقت اگر حمل؛ اسد: قوس؛ ہو تو دروازہ مولود کا مشرق کو ہوگا لہٰذا سرکار مدار پاک کا طالع وقت قوس ہے۔امکان ہے کہ آپ کی جائے پیدائش مکان کے دروازہ مشرق ہوگا۔

طالع وقت سے ماہتاب تک جو سیارے ہوں گے اتنی ہی مستورات قریب زچہ ہوں گی۔مدار پاک کے زائچہ میں طالع قمر تک پانچ سیارہ ہیں تو قوی امکان ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے قریب پانچ عورتیں موجود ہوں گی اور مشتری طالع میں ہے تو پیرزا یعنی بزرگ عورتیں بھی ہوں گی۔کمرے سے باہر چھ عورتیں ہوں گی۔

شمس تثلیث مریخ :-زائچہ کلاں سرحضرت بدیع الدین قطب المدار مدار العالمین زندہ شاہ میں یہ قوی دلیل کا اشارہ ہے کہ آپ میں زبردست روحانی قوتوں کا خزانہ ہوگا اور سوجھ بوجھ اور مستقبل کے بارے میں مکمل پہچان رکھتے ہوں گے۔تمام علوم ظاہری اول علمِ شریعت یعنی کلام ربانی کی تفسیر (۲) علم فقہ یعنی اعمال تجلیات کا جاننا (۳) علم افضل یعنی اشعار کے مطالب سمجھنا (۴) علم حکمت (۵) علم یقین یعنی اسمائے صفات کا جاننا (۶) علم تحریرات (۷) علم نجوم یعنی شمار کواکب وسیارات اور علوم خمسہ مخفیہ کیمیا، لیمیا، ہیمیا، سیمیا، ریمیا اور علم لدنی کے حصول کی تکمیل کا اشارہ ہے۔

شمس ومشتری کی تسدیس :-زائچہ کلاں سرمدار پاک میں یہ اشارہ کرتی ہے کہ مولود کو تسخیر عالم ہوگی اور یہ سلیمانِ ثانی کا درجہ رکھے گا۔

شمس ویورینس کی تثلیث :-کی قوت اشارہ کرتی ہے کہ مدار پاک محقق اعلیٰ ہوں گے۔

شمس ونیپچون کاقران :-یہ ظاہر کرتا ہے کہ مدار العالمین جاذب النظر دل کو موہ لینے والے من بھاون شخصیت ہوں گے۔

زہرہ مقابلہ زحل :-کی قوت زائچہ مدار میں یہ ظاہر کرتی ہے کہ مولود کبھی شادی نہیں کرے گا۔

اربابِ نظر خوب جانتے ہیں کہ سرکار مدار پاک نے شادی نہیں کی۔اس زائچہ سے آپ مدار پاک کی ۵۹۶/پانچ سو چھیانوے سالہ زندگی پر تاریخ بہ تاریخ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

جب آپ ایک سال کے ہوتے ہیں یعنی ۲۴۳ھ رمضان میں شہر حلب میں ایک پرندہ کوے سے بڑا آکر بیٹھا اور یہ شور مچایا، یاایھا الناس اتقوا اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ۔چالیس دفعہ یہ آواز لگا کر اڑ گیا دو دن ایسا ہی ہوا۔

اب آپ پانچ سال کے ہوتے ہیں۔سیکڑوں کرامتیں ظہور میں آچکی ہوتی ہیں۔۲۴/فروری ۸۶۱ھ سے لے کر ۲۶/مارچ ۸۶۱ھ تک آپ قمر کے اثرات کے تحت ہوتے ہیں۔اس سال کے زائچہ مدار پاک میں قمر نویں خانہ میں تھا اور آپ پورے پانچ سال ایک ماہ کے تھے جب پہلی بار آپ کے والد حضرت قاضی قدوۃ الدین سید علی حلبی نے بغرض تعلیم حضرت حذیفہ شامی کے سپرد فرمایا اور

آپ نے اسی دورِ قمر میں ہی پہلے ہی دن ''الف'' کی تشریح فرمائی، ''الف'' حرف ''الف'' بلحاظ پیدائش تمام حروف سے مقدم اور عدد کے لحاظ سے ایک ہے اور اقوال کے اسرار اسی سے ظاہر ہوتے ہیں اور باقی سب حروف افعال کے اسرار سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور مقربین کو بلند درجات پر پہنچانے کی حرف ''الف'' میں خاص تاثیر ہے، جس کو اس حرف کے ظاہری و باطنی علم کی تحقیق ہوگئی وہ تمام عالم کو مسخر کرسکتا ہے۔ حرف ''الف'' دنیا کا نچوڑا اور انتہا اور تمام عالم کا مرجع ہے حرف ''الف'' کا قیام اسم قیوم کے اسرار میں سے ہے اور اسم اعظم ''اللہ'' کا یہی پہلا حرف ہے۔ یہ حرف نورانی بالذات قائم جو تمام امتوں میں سے ایک امت ہے ۔ ''الف'' کا راز اس کے مزاج کے ناری ہونے میں پوشیدہ ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کا سب لوح محفوظ پر لکھے تو قلم نے لکھنے سے قبل لوح پر سر رکھ دیا جس سے ایک نورانی نقطہ ظاہر ہوا پھر وہ نقطہ دراز ہوکر ''الف'' بن گیا یہی بھید اس کے ناری ہونے کا سبب ہے۔ لفظ اللہ بالاتفاق اسم اعظم ہے۔ لفظ ''ال ل ہ'' میں دونوں حرف آخری ساکن ہیں اور پہلے حرف ال میں حمزہ ہے جو گویائی کے پیش نظر ''الف'' کہلاتا ہے اور اسی حرف ''الف'' نے تمام دیگر حروف پر تجلی کرکے ان کو حقیقت کا لباس پہنایا ہے۔ حرف ''الف'' کی تجلی سے جب دوسرے تمام حروف مقہور ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کی تجلیٔ رحمت نے انہیں ۲۸ حروف ذاتی قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ کی دوسری مرتبہ کی ارادی تجلی نے انہیں علویات وسفلیات کی معرفت دے کر اسباب مشقت پر تصرف دیا۔ امر اول یہ ہے کہ حروف کی شکل کو اسرار عنایت الٰہی سے بلندی نصیب ہوئی ہے پھر ان حروف کو اسرار مقبول احاطہ دیا گیا ہے۔ لفظ ''اللہ'' میں ''الف'' اس کی ذات کی جانب اشارہ ہے ''الف'' بلحاظ مخلوقات عقل پر دلالت کر رہا ہے اپنے مدرکات کے ساتھ اور پہلا ''لام'' نسبت عقل کی روح ہے اور دوسرا ''لام'' گویائی اور نطق پر دلالت کر رہا ہے ۔ روح دراصل صفت حیات ہے اور ''لام'' کو دل سے نسبت ہے اس لئے کہ وہ نفس سے بنا ہے اور حرف ''ھا'' کے ذریعہ خلوتوں کو عبور کیا جاتا ہے اور خلوت نام ہے اندھے پن کا جسے اسرار ''الف'' سے دور کیا جاتا ہے۔ ال ف حرف ''اللہ'' کو تصنیف کیجئے دوم م ہوئے پہلے ''م'' کو تنزل حرفی کرلیں یعنی ''ل'' ہوا دوسرے ''م'' کو تنزل عددی کرکے ترفع حرفی کرلیں یعنی ''ذ'' تنزل ہوا اور ''ذ'' کو ترفع حرفی کیا ''ہ'' ہوا۔ ال کو برقرار رکھا۔ لفظ اللہ الف سے استخراج ہوا۔ ''الف'' کے اعداد ...۱۱۱... ایک سو گیارہ ہیں۔ اور قطب کے بھی اعداد (۱۱۱) ہیں اور اسم کافی کے بھی اعداد (۱۱۱) ہیں۔ اگر قرب الٰہی مقصود ہو تو ''الف'' کے اعداد کے مطابق اکائی دھائی یا سیکڑہ یا ہزار بضم موکل اسطریق سے چالیس دنوں تک طالع حمل یا اسد یا قوس میں ہر روز وقت معین پر اعداد کے موافق پڑھے (یا اسرافیل، یا آئیل بحق الف یاالف) پڑھتے وقت دھونا لوبان کا قائم رہے۔ جان لیں کہ اگر عمل الف کا پوری طرح ختم تک پہونچ گیا تو صاحب دعوت کو مرتبہ قطب الاقطاب کا حاصل ہوجائے گا۔ طریقہ مداریہ یہ ہے کہ جو حرف ہو اس کو اٹھائیس (۲۸) پر تقسیم کرے جو باقی بچے اس کے موافق ابجد سے حرف حاصل کرے مثلاً حرف الف کے اعداد (۱۱۱) ہیں۔ جب اٹھائیس پر تقسیم کیا تو (۲۷) بچے ابجد میں ستائیسواں حرف ''ظ'' ہے بس اعداد ظا کو موافق اکائی دہائی یا سیکڑہ یا ہزار دفعہ کرکے

MadaariMedia.Com

چالیس روز تک اس طرح پڑھے (یا اسرافیل، یا آئیل، بحق الف یا الف یا ظاہر) یہ تو آپ پہچانتے ہی ہیں کہ (۲۸) حروف ہیں (۲۸) منازل ہیں۔ تمام اسماء الٰہی انہیں (۲۸) حروف سے مرکب ہیں ہر حرف کا ایک موکل ہوتا ہے ان (۲۸) حروف سے اسمائے باری تعالیٰ اور موکل دریافت ہوئے۔ جو کچھ اس عالم میں تاثیر ہے، عالم ظاہر اور باطن ملکوت ہے۔ ملک وملکوت ایک دوسرے سے مل کر رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ یعنی اسمائے الٰہی منازل قمر کے ذریعہ اپنی تاثیر عالم بسیط میں ظاہر کرتے ہیں۔ بلا دعوت حروف کی ماہیئت معلوم نہیں ہوسکتی۔ جو شخص حروف کی دعوت کو پورا کرے۔ لوگوں اور جمیع موجودات میں مقبولیت کا درجہ پائے اور تمام مخلوق سے ممتاز شمار کیا جائے کیونکہ تجلیات اسم جو اس عالم میں نمودار ہیں۔ اللہ جل شانہ کی عنایت سے اس پر ظاہر ہوجاتے ہیں۔ مضمون بہت طویل ہوتا جارہا ہے اور تشنگی برقرار ہے۔ اپنی علمی بے مائیگی کا بھی احساس ہے۔ میں پھر اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹ رہا ہوں۔

جب آپ کی عمر شریف (۱۴) سال ہوئی تو مشتری اس سال کے زائچہ کے ۷ویں گھر میں تھا۔ ۲۴ر مئی ۱۷۸۷ء سے لیکر ۷ر جولائی ۱۷۸۷ء تک آپ پر مشتری کا دور صغر تھا۔ اسی دور میں آپ مختلف علوم میں دسترس حاصل کرکے مرتبہ کمال پر فائز ہوئے اور اسی زمانے کے مشاہیر لوگوں میں شمار ہوئے اور اسی دور میں نوع علم مخفیہ خمسہ کیمیا، لیمیا، ہیمیا، سیمیا، ریمیا اور کتب آسمانی اور صحائف کے حافظہ کی ڈگریاں حاصل کیں اور اسی دور میں آپ نے شادی نہ کرنے کا فیصلہ لیا اور مرشد کی تلاش یہیں سے شروع ہوئی۔

اب آیئے؛ کلہ، سر کو سمجھیں۔ انواع علوم کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری دوسری باطنی ظاہری علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو مشہور ہیں اور علماء ان کے قواعد وقوانین سے واقف ہیں اور ان کے کل مسائل کلی وجزوی کا احاطہ کرتے ہیں۔

علوم مخفیہ سے مراد وہ علوم ہیں جن پر ہر شخص کی دسترس نہیں ہے اور بغیر لیاقت تام ومجاہد مالا کلام کے ان کے قوانین سے واقف ہونا اور ان کے مخفی اسرار کا استخراج کرنا ممکن نہیں ہے۔ انہیں علوم مخفیہ میں سے یہ علوم خمسہ مجتمع ہیں۔ جن کے ناموں سے ایک ایک حرف نکال کر یہ اشارہ کا جملہ حکمائے یونان نے بنایا ہے۔ (کلہ سر) کیمیا سے (ک) لیمیا سے (ل) ہیمیا سے (ہ) سیمیا سے (س) ریمیا سے (ر) یعنی جملہ بنا کلہ سر ان میں سے پہلا علم کیمیا۔ علم صناعت اکسیر ہے۔ حکیم افلاطون نے اپنی کتاب جوہر الالواح میں ارکان اکسیر اعظم جوہر کا یہ بیان کیا ہے۔ ہر اس شخص کو اس کی کیفیت روشن ہوگی جو اس کا شائق ہوگا۔ (۲۴) چیزیں اس علم اکسیر میں ہیں یعنی دھات سے دھات کا بدلنا اور اکسیر کے مزاج کے چار رکن ہیں (۱) پارہ (۲) گندھک (۳) ہڑتال (۴) نوشادر ہے۔ چار رکن مزاج کے ہیں اول آتش دوم ہوا سوم آب چہارم خاک ہے عقل سے ان چاروں کی ترکیب کرے مزاج دے کر ان کو ملادے پارہ وگندھک سونے کی تیاری میں ہے ہڑتال نوشادر چاندی کی تیاری میں ہے اور باقی جو معدن میل کھائیں۔ سات بار مکرر ترکیب دے اس کا وزن پارہ چار تولہ گندھک ایک تولہ اور نوشادر تین تولہ اور ہڑتال دو تولہ ان چار رکن کو مرکب کرکے سات مرتبہ دھوئے اور سات بار تشمیع کرے یعنی جوہر اڑائے۔ اس طرح ایک غسل اور ایک تشمیع قدح یعنی پیالے میں دے۔

یعنی دو پیالے میں دے یعنی دو پیالے برابر کے ہوں اور آگ پر اس کے جوہر اڑائے۔ اوپر کے پیالے میں جواہر تمام آویں گے تو گندھک سرخ ہوجائے گی۔ یہ طریقہ حکماء فلاسفہ کا ہے اور اس گندھک سرخ کو اکسیر اعظم کہتے ہیں۔ دوسری ترکیب چاندی بنانے کی۔ اس طرح بیان کی ہے اول پارہ چار تولہ ہڑتال آٹھ تولہ نوشادر دو تولہ ان کو ترکیب سے ملائے اور کھرل کرے۔ بعد اس کو (۹) دفعہ غسل دے اور (۹) دفعہ تشمیع دے اس طرح پر اول غسل اور ایک تشمیع پیالوں میں دے اکسیر چاندی ہوگی۔ حکیم ارسطاطالیس شاگرد حکیم افلاطون اپنی کتاب ذخیرہ اسکندری کے پہلے باب میں بیان کرتا ہے کہ ہر ایک دوا کو پاک کرنا چاہئے۔ مثل گندھک، ہڑتال، سم الفار، نوشادر، شورہ وغیرہ وغیرہ کو پاک کرنے کے لئے یہ پانی تیار کرتے ہیں۔ جو شخص جس دوا کو پاک کرنا چاہے وہ اس دوا کو کھرل میں ڈال کے اس پانی میں کھرل کرے۔ تمام روز اور وقت شب کے کھرل میں پانی ڈال کے کھرل بھردے اور تمام شب وہ کھرل علیحدہ رکھے۔ وقت صبح کے وہ پانی تمام کھرل سے گرادے اور اس دوا کو کھرل کرکے خشک کردے اس کو ایک غسل کہتے ہیں۔ بعد اس کے دو پیالے مٹی کے برابر برابر کے لاکر ایک دوسرے سے ملاکر کپڑوتی کرے اور خشک کرکے دائرہ میں آگ جلائے ملائم اس کو زبان عربی میں تشمیع کہتے ہیں اور زبان فارسی بحوسان ہندوستان کی اصطلاح میں تصعید کہتے ہیں۔ اس طرح سات بار کرے سات تصعید ہوگی اور جو اس دوا کے جوہر ہوں گے وہ اوپر کے پیالے میں رہیں گے اور پانی کا تیار کرنا حکیم ارسطاطالیس نے اس طرح لکھا ہے۔ ایک سیر سجی اور چار سیر سیپ کا چونا، بے بجھا والے اور بڑے گھڑے میں ڈال دے اور پانی سے بھردے۔ دوا سے چار انگل پانی زیادہ رہے۔ سات روز کھار ہنے دے۔ سات روز کے بعد پانی نتھار لے۔ یعنی مقطر کرے۔ بعد اس کے پانی مقطر کو اور دوسرے برتن میں ڈال دے بعد اس کے ایک سیر نوشادر ایک سیر پھٹکری اور ایک سیر نمک اور پاؤ سیر جوکھار ان سب کو پانی میں ڈال دے تا مدت ایک ہفتہ کے علیحدہ رکھے بعد ایک ہفتہ پانی کو مقطر کرے اور سیسے میں بھر رکھے۔ جس وقت درکار ہو اس وقت پانی کو دوا کے غسل کے لئے استعمال کرے۔ یہ دو قسم کے پانی ہوئے۔ قارئین ماہنامہ دم مدار! اس فن کی بہت سی کتب تصنیف ہیں۔ مثل سبع سبعین۔ وتحب جابری وشندور الذہب وغیرہ۔

دوسرا علم لیمیا (ل) یہ علم طلسمات ہے۔ شیخ شمس الدین محمد ابراہیم نے کتاب ارشاد المقاصد الی اسنی المقاصد اور فخر الدین رازی نے کتاب سر المکتوم میں لکھا ہے کہ علم طلسمات وہ علم ہے کہ پہچانی جاتی ہے اس سے کیفیت امتزاج قوائے عالیہ فعالیہ سماویہ کے ساتھ قوائے سافلہ منفعلہ عنصریہ کے تاکہ پیدا ہو اس سے ایک فعل غریب عالم کون وفساد میں ظاہر کرنے سے اس چیز کے جو مخالف عادت ہو یا منع کرنے سے اس چیز کے جو موافق عادت ہو۔ معنی طلسم کے یہ ہیں کہ عقدۂ لاینحل یعنی وہ گرہ کہ جو نہ کھل سکے اور یہ لفظ یونانی ہے۔ اور صاحب طلسمات وہ شخص ہے کہ جو پہچانے قوائے عالیہ فعالیہ کو یعنی بسائط یعنی عناصرات کو اور مرکبات کو قوابل سفلیہ کو اور معدنیات کو بس ان چیزوں کو پہچانے بحسب طاقت بشریہ کے تو وہ قادر ہوگا اس وقت میں ظاہر کرنے سے اس چیز کا جو خارق عادت ہے۔ منع کرنے پر اس چیز کے کہ جو موافق عادت ہے۔ حکمائے متقدمین بڑے بڑے امور عجائبات اس علم

کے زور سے ظہور میں لاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی فرزند طالع نحس میں پیدا ہوتا تھا اور بد بخت ہوتا تھا تو اس کو بزور طلسم نیک بخت بناتے تھے۔ چونکہ اس علم سے انسان میں خوارق عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے ان اسرار ورموز کی پوشیدہ قوتوں کو اصطلاحاً طلسم کا نام دیا جاتا ہے۔ سحر اور طلسم میں فرق ہے۔ سحر یا جادو اسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ نفوس انسانی ایسی قوت اور طاقت حاصل کرلیں کہ جب چاہیں۔ عالم عنصری میں بغیر معین مدد کے تصرف کرسکیں۔ یا وہ مدد نفوس شیطانی کے واسطے ہو یا خود اپنی جبلی سحری فطرت کو بذریعہ ریاضت اجاگر کیا گیا ہو۔

چونکہ یہ طریق اور امور رجہۃ بغیر اللہ کفر ہیں اور وجہ لغیر اللہ کفر ہے اس لئے اسلام نے اس پر عمل کرنا کفر قرار دیا ہے کیونکہ سبب کفر اور مادہ کفر ہے۔ مگر طلسم کا مطلب یہ ہے کہ معین سے مدد لی جائے اور عالم طبیعہ میں تصرف حاصل کیا جائے۔ مثلاً حروف سے یا اعداد سے یا کواکب کی حرکات سے یا وقت کی سعادت نحوست سے یا ان کے امتزاج سے تصرفانہ حکمت کو حاصل کیا جائے یا اسماء الٰہی اور آیات میں جو پر اسرار مخصوص حروف ہیں ان سے مخصوص اوقات میں کام لیا جائے۔ حروف کی قوت ،فلکی اثرات ،اعدادی نسبت اور طلسم کی روحانیت کو کھینچنے والے بخورات ہوتے ہیں۔ طلسم ایک ایسا خمیر ہوتا ہے جو طبائع اربعہ کے مرکب سے تیار کیا ہوتا ہے اور دوسری طبع میں مل کر ان کی حالت کو بدل دیتا ہے اس لئے صاحب طلسمات کا کام ہوتا ہے کہ افلاک کی روحانیت کو اتار کر اور صور جسمانیہ سے ربط دے کر یا نسبت عددیہ سے ملا جلا کر ایک خاص مزاج پیدا کریں۔ جس کا اظہار طبیعت کے بدلنے کے لئے خمیر کا کام دے۔ وہی خمیر جو اجزائے معدنیہ میں (کیمیا) کرتا ہے جب تک اس امر کے لئے ریاضتیں نہ کی جائیں ،صبر و استقلال سے کام نہ لیا جائے ان علوم سے کام نہیں لیا جا سکتا اور اس علم کی بہت تصانیف ہیں۔ مثلاً مصحف ہرمس ،الاہرامسہ طلسمات حکیم طمطم ہندی دوالیس سکندری ببابل تماثیل وشیہ وغیرہ۔

تیسرا علم ہیمیا (ہ) اس علم کو علم تسخیرات کہتے ہیں۔ اس علم کے اصول قواعد سے تصاریف احوال سبعہ سیارگان معلوم کرنے کا ہے۔ اور ان کی تسخیرات ودعوات اور خواتم بخورات وغیرہ معلوم کرنا اور تسخیرات جنات وموکلات روحانیت کے تمام طریقے معلوم کرنا اور اس فن کی خاص کتابیں یہ ہیں۔ شاملین اور سر المکتوم اور رسائل جعفر وغیرہ۔

چوتھا علم سیمیا (س) اس علم کو علم خیالات کہتے ہیں۔ یہ وہ علم ہے جس سے خیالات میں تصرف کرتے ہیں اور نتیجہ اس کا یہ ہے کہ خیالی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ انتقال وافکار کی مشقیں اور عمل تنویم بھی اسی علم کی ایک کڑی ہے۔ اس فن کی کتابیں کافی ہیں۔ ملانوامیس افلاطون۔ مختصر جالینوس۔

پانچواں علم ریمیا (ر) یہ علم طبیعات میں سے اس زمانے میں یہ علم شعبدات میں گنا جاتا تھا یعنی قوائے جواہر ارضی کا معلوم کرنا اور ان کو ترتیب دینا تا کہ اس سے ایک فعل عجیب صادر ہو اسکو علم ریمیا کہتے ہیں۔ یہ ہی علم فزکس ہے۔ قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ یہ علم آج کل کن کن ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ کیمیا کو جدید وقت میں کیمسٹری کہتے ہیں لیمیا کو میٹا فزکس کہتے ہیں ہیمیا کو خلائی سائنس کہتے ہیں اور سیمیا کے جدید نام ٹیلی پیتھی ہپنوٹزم وغیرہ اور ریمیا کو فزکس کہتے ہیں۔ اب سوچئے کہ سرکار کلہٗ سر بدیع

الدین زندہ شاہ قطب المدار مدار العالمین کتنے علوم کے بے بہا خزانے رکھتے تھے۔ آج ان ہی علوم کی وجہ سے دنیا چکا چوند ہے۔ یہی وہ علم ہے جس سے ٹیلی پیتھی کمپیوٹر موبائل میزائل سب کے سب وجود میں آئے ہیں۔ ایٹمی قوت اسی علم کی دین ہے۔ کیا آپ نے کبھی اتنا سوچا کہ ہمارے بزرگ داتا کے اس علم کو اب سیکھنے کے لئے دنیا کی تمام حکومتوں نے کالج قائم کر کے سائنس کی ڈگری سے پڑھنے والوں کو ایک رجسٹریشن کے ساتھ نوازا جاتا ہے اور وہ پھر ریسرچ کرتا ہے اور سائنس داں کہلاتا ہے۔ ہم نے کتنی آسانی سے یہ سب بھلا دیئے ہیں۔

دعاؤں کا محتاج خاکسار طبقات مدار
حکیم نیّر جعفری آنولوی

☆☆☆

آٹھویں عاشقان کمال قادری۔ حضرت مولانا شیخ کمال الدین قریشی سے جاری ہوا کہ کمالات ظاہری و باطنی رکھتے تھے اور سید الفقراء اور ریاض الفقراء آپ کی تصنیفات سے ہیں اس گروہ کے فقیر خوب عبادت کرتے ہیں۔ میاں لہور شاہ سجادہ نشین میاں دھونسہ شاہ کو میں نے بھی دیکھا ہے اچھے فقیر ہیں ان کے پیر بھائی میاں رحیم شاہ اور ان کے مرید جہانگیر مرزا تیموری بھی کامل فقیر تھے۔

نویں عاشقان کریم شاہی۔ شیخ کریم الدین سے کہ خلیفہ شیخ کمال الدین کے تھے اُن سے جاری ہوا اس گروہ کے فقیر ملک اودھ میں بکثرت ہیں۔ (از تذکرۃ الفقراء)

یہ ہے ایک مختصر بیان ہے۔ اگر اس کو طویل کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

☆☆☆

فرمانِ علی:

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری نماز اور اہل کتاب کی نماز میں فرق صرف وسوسہ کی وجہ سے ہے کیونکہ کفار کے عمل سے تو فارغ ہو چکا ہے۔ کفار کا ہر فعل اس کی مرضی کے موافق ہوتا ہے اور مومن چونکہ اس کی مخالفت اور اس کے مجادلہ کرتے ہیں تو وہ بھی ان سے مقابلہ کرتا ہے یعنی ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال کر ان کی مخالفت کرتا ہے۔

حکایت:

ایک شخص خراسان سے عراق جاتا رہتا تھا اور ہر دفعہ ایک مولوی صاحب کی خدمت میں حاضری دیتا تھا۔ مولوی صاحب نے اسے رفتہ رفتہ علم و حکمت کی چار ہزار احادیث یاد کرادیں۔ واپس وطن جانے کے لئے اپنے استاد صاحب سے اجازت طلب کی۔ استاد صاحب نے فرمایا: میں تجھے ایک ایسا کلمہ سکھا دوں جوان احادیث سے بھی زیادہ مفید ہو؟ عرض کی: ہاں جی، ضرور سکھایئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا: تمہارے خراسان میں شیطان بھی ہے؟ عرض کیا: ہاں جی، فرمایا: کیا وہ وسوسہ بھی ڈالتا ہے؟ عرض کیا: ہاں جی۔ فرمایا: تو پھر تم اس کے دفعیہ کے لئے کیا کرتے ہو؟ عرض کیا: اُسے ہٹاتے ہیں۔ فرمایا: اگر پھر وسوسہ ڈالے تو؟ عرض کیا: پھر اسے دفع کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا: جب یہ خدا کا دشمن تمہیں تکلیف دے اور عبادت سے روکے تو تم اس کے وسوسہ کے روکنے کے درپے نہ ہو بلکہ ایسے ہو جاؤ جیسے چرواہے کے کتے کے ساتھ کوئی اجنبی آدمی ہوتا ہے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ منجملہ کتوں کے ایک کتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے مکر و شر سے بچائے۔ آمین

(بہ شکریہ ''اہل سنت کی آواز'')

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاندانِ علویہ تاریخ کے آئینے میں

از۔ ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری

افراد واشخاص ،اقوام وقبائل کی تعمیر وتشکیل میں جہاں باپ دادا کے شمائل وخصائل اور اقدار واطوار کی رنگت وصبغت کار فرما ہوتی ہے وہیں ماں کی جبلت وضمیر اور اصل وخمیر کی جلوہ گری بھی اس میں قدرے مشترک ضرور ہوتی ہے اسی لئے اگر باپ کا شمار اصول میں ہوتا ہے تو ماں بھی اسی زمرے میں شامل ہوتی ہے یہ اور بات ہے کہ عموماً نسب کا اعتبار باپ ہی سے ہوتا ہے لیکن ماں کی مٹی بھی اپنا رنگ خوب دکھاتی ہے۔ ہندوستان کی مٹی میں وفا کی خوشبو ہے۔اس کی رنگتوں میں عام طور سے انکساری کا رنگ غالب ہے۔یہ بہت ہی نم اور زرخیز ہے۔ایک موقع پر عالم کی خبر رکھنے والے پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، انی اجدز ائحة الوفاء من الهند یعنی ہندوستان سے مجھے ایمان ووفا کی خوشبو محسوس ہورہی ہے ۔(کنزالعمال)اس کی ترجمانی شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے اس طرح کی ہے:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ایمان ووفا کی اس خوشبو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ووصی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی محسوس فرمایا اور اس خوشبو کو ہندوستان کے ہر خطے اور علاقے میں بلکہ دوسری مملکتوں میں بھی بکھیرنے کا عزم فرمالیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا وارث پیغمبر نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منشاو مراد کو سمجھ لیا تھا چنانچہ اس دور کی ایک ہندوستانی خاتون کو آپ نے اپنے حبالۂ نکاح میں داخل کرلیا جس سے سادات علویہ ذریات مرتضویہ کا ایک گروہ عالم وجود میں آیا۔جس نے غیب داں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احساس کردہ بوئے وفا کو برصغیر کے ہر خطے اور ہر علاقے میں بکھیر کر ہندوستان واطراف کے باشندوں کو ایمان و اسلام کا شعور عطا کیا۔ہندوستان میں اول اول جن بزرگوں نے اسلام وایمان کی دولت سے یہاں کے باشندوں کو مالا مال کیا شاہ مرداں شیر خدا کے قبیلے کے معظم ومحترم لوگ تھے شاہ زادگان اور علی زادگان کی پاکیزہ جماعت تھی۔چنانچہ ایک ہندوستانی مورخ اپنی مشہور تاریخی کتاب میں تحریر کرتا ہے کہ ’’عہد خلافت راشدہ ہی سے حضور علیہ السلام کے اہل بیت کرام سادات عظام کا ہمارے ملک ہندوستان سے ننھالی رشتہ کا ثبوت ملتا ہے۔اسی لئے پہلی صدی سے علوی خاندان اموی حکومت کی دست درازیوں کی وجہ سے عرب چھوڑ کر مستقلاً ہندوستان میں سکونت پذیر ہوگیا تھا غالباً

MadaariMedia.Com

ہندوستان میں حضرت علی اور حضرت امام حسین کے نام لیواؤں کی کثرت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔" (ہندوستان اسلام کے سائے میں صفحہ ۱۷۳) اس عبارت سے کچھ پہلے مورخ ایک تاریخی شہادت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ "حضرت علی کے خاندان نے سب سے پہلے ہندوستانی عورتوں کے ساتھ نکاح کیا چنانچہ حضرت محمد بن حنفیہ جو حضرت علی کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ حضرت خولہ کو حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دے دیا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ ان کو میں نے دیکھا تھا وہ ایک سندھی سیاہ رنگ کی عورت تھیں۔ (ہندوستان اسلام کے سائے میں۔ صفحہ ۱۷۲ بحوالہ وفیات الاعیان ج ۲ صفحہ ۲۱ وطبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۹۱۔ مصنف سید عابد علی وجدی الحسینی قاضی بھوپال)

اس تاریخی شہادت کی تائید صاحب مشکوٰۃ المصابیح شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اکمال فی اسماء الرجال کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے، آپ فرماتے ہیں،،

"محمدبن حنفیہ هو محمدبن علی ابن ابی طالب یُکنّٰی اباالقاسم وَاُمُّهُ خَوْلَه بُنتُ جعفر الحَنَفِیَه وَقِیْلَ بَلْ کَانَتْ اُمُّهُ مِنْ سَبْیِ الْیَمَامَةِ فَصَارَتْ اِلٰی عَلِیّ بْنِ اَبِیْ طالب وَقَالَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ رَاَیْتُ اُمَّ مُحَمَّدِبْنِ الْحَنَفِیَةِ سِنْدِیَّةٌ سَوْدَاءَ وَکَانَتْ اَمَةً لِبَنِیْ حَنِیْفَةَ"

"محمد بن حنفیہ محمد بن علی ابن ابن ابی طالب ہی ہیں آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خولہ بنت جعفر حنفیہ ہے بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ جنگ یمامہ (جو دور صدیقی میں ہوئی تھی) کے اسیروں میں تھیں پھر آپ مولائے کائنات حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد ہو گئیں، حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق (جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں) فرماتی ہیں میں نے محمد بن حنفیہ کی ماں کو دیکھا ہے وہ ایک سندھی عورت تھیں جو سانولی تھیں اور وہ قبیلہ بنوحنیفہ کی باندی تھیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح تحت اسماء الرجال صفحہ ۶۱۸)

اس تاریخی حوالے کے بعد یہ کہنا حق بجانب ہے کہ ملک ہندوستان سادات علویہ کی ننھیال ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ شاہ مرداں مولیٰ علی کرم اللہ کے پرپوتے فاتح ہندوستان محمد قاسم نے تبلیغ دین اور جہاد اسلام کے لئے جس سرزمین کا انتخاب کیا وہ سندھ (اس وقت متحدہ ہندوستان میں ایک عظیم صوبہ تھا) کی سر زمین تھی جو آپ کی ننھیال تھی۔ آپ نے سندھ فتح کر کے پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد ۹۱ ھ میں ہی ڈال دی تھی اور اپنے اہل و عیال اور خاندان کے لوگوں کے ساتھ وہیں سکونت پذیر رہے۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کی اولاد نے وہاں حکومت کی، اس طرح سے اگر یہ کہا جائے کہ ہندوستان میں اسلام شاہزادوں اور علی زادوں کا مرہون منت ہے تو کچھ غلط نہیں ہوگا۔

ہندوستان کی مٹی سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایمان ووفا کی خوشبو محسوس فرمائی تھی اور اس خوشبو کو ہر خطے اور ہر علاقے میں پھیلانے والے شاہ زادے اور علی زادے مقرر کئے گئے، بلکہ بعض مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے بھی اپنے والد گرامی وقار جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کا احترام کرتے

ہوئے ایک شادی ایک سندھی ہندوستانی عورت سے فرمائی چنانچہ ابن قتیبہ نے علی بن حسن (یعنی امام الساجدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے متعلق لکھا ہے کہ ان کی والدہ جن کا نام سلافہ غزالہ ہے وہ بھی سندھی تھیں۔ (ہندوستان اسلام کے سائے میں۔ صفحہ ۱۷۳)

اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت امام زید جن کی کنیت ابوالحسن تھی آپ نے بھی ایک سندھی ہندوستانی عورت سے نکاح فرمایا تھا چنانچہ مورخ سید عابد علی رقم طراز ہیں ،،اسی طرح امام زید ابن علی ابن امام حسین جن کی کنیت ابوالحسن تھی ان کی والدہ بھی سندھی تھیں ان کو آزاد کر کے نکاح کیا گیا تھا۔ خلیفہ عبدالملک اموی نے اپنے ایک خط میں ان کو اس کی عار دلائی تو حضرت نے جواب لکھا یہ کہ حضور اکرم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا پھر ان سے نکاح فرمایا ایسے ہی زید ابن حارثہ کو آزاد کر کے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کے ساتھ کیا تھا۔ (ہندوستان اسلام کے سائے میں۔ صفحہ ۱۷۳)

حاصل کلام یہ کہ سادات کرام شاہ زادگان اور علی زادگان نے ہندوستان کی مٹی کو پسند فرمایا اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کے ذہن وفکر کو ایمان ووفا کی خوشبو سے معطر فرما کر اسلام کے فرزندوں اور اللہ پاک کے نام لیواؤں میں ان کو شامل فرمایا۔ حضور ملک العارفین سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار نے اس خوشبو کو اور زیادہ عام کیا اور پورے ہندوستان بلکہ ایشیاء ویوروپ میں بھی علی زادگان کو ساتھ لے کر ایمان ووفا کی خوشبو بکھیری اور حضرت سید سالار مسعود غازی جن کے بارے میں سید عابد علی الحسینی نے بھی تحریر کیا ہے کہ "سید سالار مسعود غازی علوی سید تھے۔ (ہندوستان اسلام کے سایہ میں۔ صفحہ ۱۹۹) آپ نے بھی خاندان علویہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ہندوستان میں اسلام وایمان کے پرچم کو بلند فرمایا او پاک کے اشارہ سے ہندوستان کے مختلف خطوں میں علوی خوشبو بکھیری اور اپنے ننھیال کی اس مٹی کو ایمان واسلام اور امن وسلامتی کی خوشبو سے معطر فرمایا۔ ہندوستان میں اولیاء اللہ نے ،صوفیاء کرام نے اور بزرگانِ دین بھی اس خوشبو کو پھیلانے میں خوب خوب محنت کی ،اولیائے کرام وصوفیائے اسلام کی جماعت کا اگر سروے کیا جائے اور مکمل جائزہ لیا جائے تو برصغیر کے ہر خطے اور ہر علاقے میں ان بزرگوں ،صوفیوں اور اللہ والوں میں جنہیں سرگروہ کی حیثیت حاصل ہے ان میں اکثر وبیشتر سادات علویہ شاہ زادگان اور حسنی وحسینی سادات ہی آپ کو ملیں گے جن کے دم قدم کی برکت سے ہر علاقے میں ایمان واسلام اور امن وسلامتی کی دولت اہالیانِ ہند کو ملتی تھی اور مل رہی ہے۔ اس کے ثبوت میں بڑے دعوے کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے اس وطن عزیز ہندوستان اور برصغیر بلکہ ایشیائی ملکوں میں جتنے شہر، قصبے اور بڑے بڑے گاؤں ہیں وہاں کی آبادی کی ابتدائی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سب سے پہلے دعوتِ حق دینے ،اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنے اور دین اسلام کو پھیلانے والوں میں شاہ قبیلہ کے مقدس بزرگ خاندان علویہ کے پیرانِ طریقت وراہنمایانِ معرفت اور سادات حسنیہ وحسینیہ کی پاکیزہ ہستیاں ہی سب سے نمایاں ہیں۔ ان آبادیوں میں جو مزارات یا مقبرے ملیں گے وہ کسی شاہ صاحب یا سید صاحب ہی کے ہوں گے الا ماشاء اللہ۔ کسی ملنگ بابا کی گادی ہوگی یا کسی علوی سید شاہ

صاحب یا میر صاحب کا تکیہ ہوگا بلکہ گادیوں اور تکیوں پر شاہ قبیلے کے لوگ ہی مسند نشیں ہوں گے۔ سلسلۂ عالیہ مداریہ کے ملنگان پاکباز کے قدموں کے نشانات ہوں گے یا ان کے مزارات۔ ہندوستان بلکہ برصغیر میں ملنگان کرام کی اپنی الگ ہی پہچان ہے۔ ایمان واسلام کی اشاعت میں یہ پاکیزہ جماعت منفرد و بے مثال ہے۔ ہر مذہب کے لوگ ان سے قریب ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں دعوتِ حق دینے اور ایمان قبول کرانے کا زیادہ موقع ہاتھ لگتا ہے اور ان کی کیمیا اثر نگاہوں سے ہزاروں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ دور حاضر میں بھی ہر دیار و امصار میں ملنگانِ کرام آپ کو مل ہی جائیں گے۔ چند ملنگان کرام کے نام ان کی گادیوں کے نام کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔ سرتاج ملنگان نازش بزم تفرید حضرت بابا سید معصوم علی شاہ ملنگ مداری مدظلہ العالی جو پنہار ضلع گوالیار ایم پی کے گادی نشین ہیں اور جن کے مریدین و خلفاء لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے ہر خطے میں موجود ہیں آپ بھی سادات علویہ میں شمار کئے جاتے ہیں آپ کی خدمات اسلامیہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اسی طرح قطب عالم عبدالغفور عرف بابا کپور علیہ الرحمہ گوالیاری کے گادی نشین جناب حاجی عاشق علی ملنگ بابا ہیں جو ہمیشہ اشاعت مذہب اور خدمت دین میں لگے رہتے ہیں۔ جناب مبارک علی شاہ ملنگ جو تکیہ بارہ اکبر پور ضلع کانپور کے گادی نشین ہیں۔ جناب فرمود علی شاہ ملنگ جو پنجابہ شاہ ملنگ کے آستانہ عالیہ ڈھکنی شریف کے گادی نشین ہیں۔ جناب محمود علی شاہ ملنگ نائب گادی نشین ہیں۔ شبیر علی شاہ ملنگ گادی نشین کلیر والے بابا۔ عقلدار علی شاہ ملنگ گادی نشین نرول ایم، امین شاہ ملنگ گجرات، نظام عرف موجود شاہ ملنگ گجرات، جمیل شاہ ملنگ اکولہ مہاراشٹر، صابر علی شاہ ملنگ اکولہ مہاراشٹر، عظمت علی شاہ ملنگ مدھیہ پردیش، سید حسن علی شاہ ملنگ کالاڈیرہ جے پور راجستھان، قدرت شاہ ملنگ طالبان گادی پَروَت سر تکیہ ضلع ناگور راجستھان، محمد علی لکڑ شاہ ملنگ گادی صرفہ آباد، اور تاجدار ملنگان کے دلبند بابا رفیق علی شاہ ملنگ جو بابا دلدار علی شاہ ملنگ کے گادی نشین ہیں جن کی خدمت اس دور میں سیکڑوں کی خدمت پر حاوی ہے اور محمد شاہ ملنگ جو مارہرہ مطہرہ کی گادی پر متمکن تھے سال گذشتہ ایک ظالم کے ہاتھوں آپ شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے ان سپاہیوں کی حفاظت فرمائے اور ان سے اپنے دین کی مزید خدمت لے اور مداریت کا نام روشن کرے۔

☆☆☆

شہنشاہ عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ:

بیا کہ اوج کمالاتِ را ظہور ایں جاست
بیا کہ مرجع ہر قیصر و قصور ایں جاست
جناب اقدس شاہنشہہ مدارِ جہاں
بپائے دیدہ بیا و ببیں کہ نور ایں جاست

☆

ترجمہ "نیاز بابا مکن پوری؛

ہر اوج ہر کمال کا مظہر ہے اس جگہ
امیدگاہِ شاہ و تونگر ہے اس جگہ
آنکھوں کے بل جوارِ مدارِ جہاں میں آؤ
دیکھو کہ نور خالق اکبر ہے اس جگہ

منقبت شریف

(از۔یاور وارثی، کانپور)

آنکھوں سے رواں چشمۂ فیضانِ علی ہے
دامن مرا وابستۂ دامانِ علی ہے
اے میرے قلم لکھنی مجھے شان علی ہے
کیا حرف میسر کوئی شایانِ علی ہے
یہ صبح ہے کیا ، ایک تبسم ہے علی کا
یہ ابر ہے کیا ، زلف پریشانِ علی ہے
توقیر بڑھی جس سے کتاب دل و جاں کی
تحریر وہ مضمون بہ عنوانِ علی ہے
ہشیار ، خبردار ، ادب اس کا ہے لازم
ذیشان بہت خادمِ دربانِ علی ہے
انوار کی بارش میں ہیں بھیگے ہوئے چہرے
پھولوں سے بھری بزمِ محبانِ علی ہے
شاہانِ زمانہ مجھے مجبور نہ سمجھیں
دامن میں مرے دولت احسانِ علی ہے
آقا نے کہا انت اخی شانِ علی میں
یہ حکم نبی شمع شبستانِ علی ہے
جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ صدقہ ہے علی کا
دریا ہیں سبیل اور زمیں خوانِ علی ہے
اے جنس ولایت کے طلبگار اُدھر چل
یہ چیز جہاں پر ہے وہ دوکانِ علی ہے
ہیں پھول یہاں شبر و شبیر سے یاور
بے مثل زمانے میں گلستانِ علی ہے

منقبت شریف

☆

دیا ہے درس وفا کا مدار والوں نے
عطا کیا ہے سلیقہ مدار والوں نے
چمک ہے عشق رسالت کی جس میں اے لوگو
اک ایسا آئینہ بخشا مدار والوں نے
جو مردہ روحوں کو دیتا ہے زندگی پل میں
اک ایسا پایا مسیحا مدار والوں نے
اسی لئے مجھے گمراہ کر سکا نہ کوئی
چلایا راستہ سیدھا مدار والوں نے
جہاں پہ کفر و جہالت کی تیرگی تھی وہاں
بجایا دین کا ڈنکا مدار والوں نے
ہے کفر کانپ اٹھا اور ظلم گھبرایا
لگا دیا جہاں نعرہ مدار والوں نے
قسم خدا کی شرافت وہ کامیاب ہوا
بنا لیا جسے اپنا مدا ر والوں نے

☆

(محمد شرافت مرغوب معصومی بریلوی)

MadaariMedia.Com

غزل
(یادوں کے بادل)

از۔ علامہ ادیب مکن پوری

☆

آج فضائے دل پہ جو چھائے ان کی یادوں کے بادل
ایسے کراہیں نکلیں جیسے گرجیں بھادوں کے بادل

یہ دنیا ہے اس میں کس کو منہ مانگا انعام ملا
دل کے آنگن میں کب برسے خشک مرادوں کے بادل

لازم ہے ایثار و عمل کا جذبہ بھی ہر قطرے میں
دھرتی کی کیا پیاس بجھائیں صرف ارادوں کے بادل

کھیت دعائیں مانگ رہے ہیں اور کہیں جا کر برسیں
انگاروں کی فصل اگائیں جن فریادوں کے بادل

ان کا بچھڑنا ایک ستم تھا ان کا تغافل ایک بلا
دشمن جاں بن بن کے اٹھے ہیں ہم ناشادوں کے بادل

مجبوروں پر اڑتی چھینٹیں مختاروں کے گھر جل تھل
زر کے خداؤں نے برسائے یوں امدادوں کے بادل

نازک سی اک شاخ نشیمن پر بجلی برسانا کیا
ہم تو جب جانیں کے جلادیں گھر صیادوں کے بادل

غزل
(رعنائیوں کی دھوپ)

از۔ علامہ ادیب مکن پوری

☆

بادل بدی کے لے اڑے اچھائیوں کی دھوپ
بے شک حریف ہوتی ہے پرچھائیوں کی دھوپ

گم نامیوں کے سائے ہمیں کیا ڈرائیں گے
ہم نے تو سر پہ جھیلی ہے رسوائیوں کی دھوپ

ان کا خیال آ کے ردائے کرم بنا
جھلسا رہی تھی جسم کو تنہائیوں کی دھوپ

بے کیفی حیات کے سائے فنا ہوئے
پھیلی جو ہر طرف تری انگڑائیوں کی دھوپ

آرام جاں یوں ہی ہے تری چشم التفات
جاڑوں میں جیسے ہوتی ہے انگنائیوں کی دھوپ

امید کیا ہو لذت سوز حیات کی
جب برفبار ہو ستم آرائیوں کی دھوپ

اس خالق جمال کے قرباں دل ادیب
فطرت کو جس نے بخشی ہے رعنائیوں کی دھوپ

MadaariMedia.Com

مستقل معاونین خصوصی

۱۔ عالی جناب سید عبدالغفار علی مداری عرف ماموں میاں، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۲۔ عالی جناب سید نصیر علی علوی مداری ابن سید بابو علی مداری، پٹیل نگر اودھنا سورت گجرات
۳۔ عالی جناب سید سلیمان علی ابن سید بابو علی مداری، پٹیل نگر سورت گجرات
۴۔ عالی جناب سید یٰسین علی مداری ابن سید روشن علی مداری، پٹیل نگر گجرات
۵۔ عالی جناب سید رحمت علی شاہ ابن سید برکت علی شاہ مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۶۔ عالی جناب سید انسان علی مداری ابن سید منشی علی مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۷۔ عالی جناب منشی علی مداری ابن سید شوکت علی مداری پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۸۔ عالی جناب سید عبدالسلام مداری ابن سید بابو علی مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۹۔ عالی جناب عنایت علی شاہ ابن سید برکت علی شاہ مداری، اودھنا سورت گجرات
۱۰۔ عالی جناب سید گلشیر علی شاہ ابن سید حضرت علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۱۔ عالیجناب سید انوار علی مداری ابن سید اصغر علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۲۔ عالی جناب مسکین علی مداری ابن سید دلدار علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۳۔ عالی جناب سید اسرار علی مداری و اسلام علی مداری ابن سید بابو علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۴۔ عالی جناب سید عبدالستار علی مداری ابن سید نھو علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۵۔ عالی جناب سید جاوید علی مداری ابن سید شمشاد علی مداری، پٹیل نگر، گجرات
۱۶۔ عالی جناب سید نفیس علی مداری ابن سید نصیر علی مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۱۷۔ عالی جناب سید سردار علی مداری ابن سید حسین علی مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۱۸۔ عالی جناب سید شکیل علی مداری ابن سید امیر علی شاہ مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات
۱۹۔ عالی جناب سید اشتیاق علی مداری ابن سید غفور علی، شالیمار سوسائٹی اون سورت گجرات
۲۰۔ عالی جناب سیٹھ ناظم علی شاہ مداری ابن عبداللطیف علی مداری شالیمار سوسائٹی گجرات
۲۱۔ عالی جناب سید اسحٰق علی مداری ابن سید محمد شوکت علی۔ اون، سورت گجرات
۲۲۔ عالی جناب سید اکبر علی مداری ابن سید مقبول علی جمعہ مسجد مال بادی دروازہ بھروچ گجرات
۲۳۔ عالی جناب شکیل علی مجیبی مداری اون پاٹیا، سورت گجرات
۲۴۔ عالی جناب سید مرشد علی مداری، پٹیل نگر، اودھنا سورت گجرات

MadaariMedia.Com

ہمدردانِ قوم وملت سے اپیل

جامعہ عربیہ مدارالعلوم مدینۃ الاولیاء مکن پور شریف

خانقاہ عالیہ مداریہ قدسیہ کا قدیم دینی ومرکزی مدرسہ ہے۔ اس میں ابتدائی درجات سے فضیلت تک اور حفظ وقرأت کی مکمل تعلیم اور طلباء کے طعام وقیام کا باضابطہ معقول انتظام واہتمام ہے۔ ہمدردانِ قوم وملت اور مخلصین سلسلۂ عالیہ مداریہ سے مدرسہ کی امداد وتعاون کی اپیل کی جاتی ہے اور ہر آنے زائر سے گذارش ہے کہ اس خانقاہ میں مدرسہ میں پہونچ کر مدرسہ کے ذمہ داران حضرات کو اپنے عطیات وامداد سے نوازیں۔ مہربانی ہوگی۔

ابوالحماد محمد اسرافیل

(پرنسپل وشیخ الحدیث جامعہ ہذا)

موبائل نمبر: 9793347086